

شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز
جامع مسجد پیرہ پنجاب

تحت ادارہ

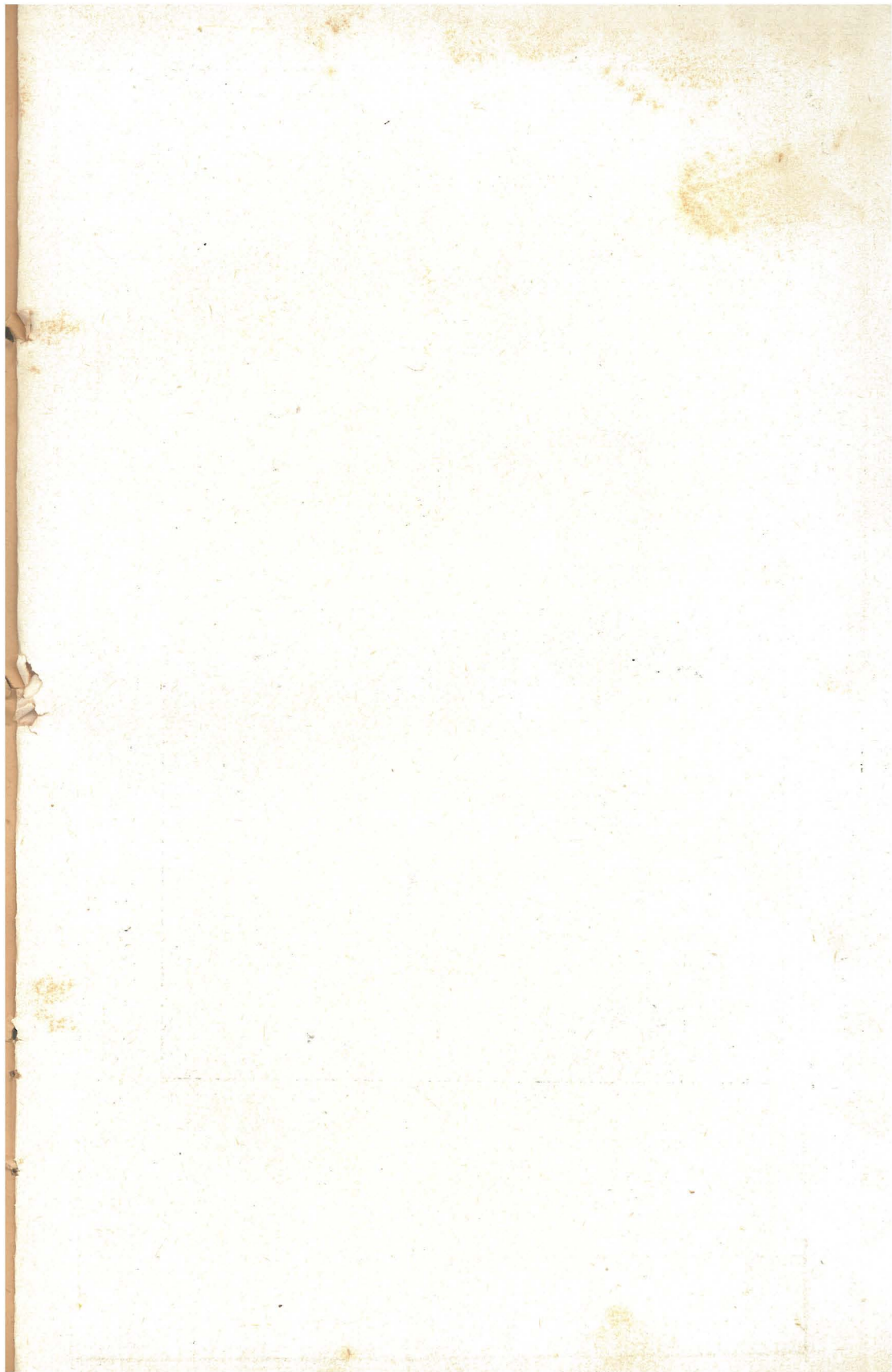
حضرت لینا ظہور احمد صاحب بگوی

نایب مدیر
افتخار احمد بگوی

امیر حزب الانصار بھیمرہ
پنجاب

سالانہ چندہ

ڈیڑھ روپیہ



ششم

مقام اشاعت

جامع مسجد کھنجر پرنجاب

جلد و بابیت اگست ۱۹۳۸ء ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	معارف قرآن (ذکر جن وجان	۲
۲	(باب الحدیث)	۵
۳	شذرات	۷
۴	نگین نئی اور کبلی شیعہ کی انیسویں ملاقات	۹
۵	تبرا	۱۶
۶	منظرہ پسی راجن	۲۲
۷	حضرت مسیح خدا نہیں	۲۶
۸	شیعوں کا عقیدہ امامت	۳۰
۹	عرض حال	۳۹

معارف قرآن

ذکر جن و جان از روئے قرآن

(مولوی حبیب الرحمن قسوی مبلغ حزب انصار کے قلم سے)

جن آگ سے بنائے گئے

سورۃ الرحمن پارہ ۲۷ کے رکوع ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ تَحْتِ الرُّجُمِ (ترجمہ) انسان کو پیدا کیا مٹی ٹھیکر جیسی سے اور جنوں کو آگ شعلہ مارنے والی سے پیدا کیا۔

جن کب بنائے گئے

سورۃ الحج پارہ ۴ کے رکوع ۳ میں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مِّنْ تَارِ السَّمُومِ (ترجمہ) اور ہم نے انسان کو بنایا مٹی کچڑ والی سے اور اس سے پہلے جنوں کو پیدا کیا آگ سے۔

ابلیس جنوں میں سے تھا

سورۃ الکہف پارہ ۵ کے رکوع ۱۹ میں ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوَاٰدَ اٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّا اِبٰلٰسَ كَانَ مِنَ الْجٰنِّ فَخَسَبَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (ترجمہ) اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو پس فرشتوں نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا وہ جنوں میں سے تھا پس اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

ابلیس نے کیوں سجدہ نہ کیا؟

سورۃ الاعراف - پارہ ۸ کے رکوع ۱۹ اور سورۃ ص پارہ ۲۳ کے رکوع ۴ میں ہے قَالَ اِنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ (ترجمہ) ابلیس نے جواب دیا کہ میں (حضرت آدم علیہ السلام سے) بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے، اور آدم کو مٹی سے بنایا ہے۔

حضرت سلیمان کے لشکر میں جن

سورۃ النمل پارہ ۱۹ کے رکوع ۱۷ میں ہے وَحٰشَ لِلْیٰسٰی عَنِ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَآیٰتِ الْاِنۡسٰنِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُرۡوَوْنَ (ترجمہ) اور اگھا کیا گیا لشکر حضرت سلیمان بنی کیوا سط جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے پس انکی جماعتیں بنائی جاتی ہیں

جنوں کے کام

سورۃ الباقہ پارہ ۲۲ کے رکوع ۸ میں ہے ومن الجن من يعمل بین ید یدہ باذن ربہ ومن ینغ منہم عن اسی فاذا ذقہ من عذاب السعیر لعلہم ان یرجعوا الی ما ینشئون من محاریب و تمائیل و حفان کا جواب وقد و ذ سیدت (ترجمہ) اور جنوں میں سے بعض وہ تھے جو اپنے رب کے حکم سے حضرت سلیمانؑ کے روبرو کام کرتے تھے اور جو ان میں سے ہمارے حکم کی نافرمانی کرتا اس کو دردناک عذاب چکھانے حضرت سلیمانؑ ہی کیلئے جن کام کرتے ہو وہ چاہتا تھا قلعوں سے اور تصویریں اور لکھن مانند تالاب کے اور دیگیں چوڑھوں پر جی ہوئی۔

جن کی طاقت

سورۃ النمل پارہ ۱۹ کے رکوع ۸ میں ہے "قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيَكُمُ الْيَقِينُ بَعْرِ شَهَا قَبْلُ ان يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ قَالَ عَفَرْتُ مِنَ الْجِنِّ إِذَا تِلْكَ بِهِ قَبْلُ ان تَقُومُ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيَّ (ترجمہ) حضرت سلیمانؑ نبی نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی ہے کہ ملک سیا کی ملکہ کا تخت میرے پاس لائے۔ پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس حکم بردار ہو کر۔ جنوں میں سے ایک دینے عرض کیا میں آپ کے پاس تخت لائے دیتا ہوں۔ پہلے اس سے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں۔ او میں اس پر زور آور ہوں مقبر۔"

جنوں کو علم غیب نہیں

سورۃ الباقہ پارہ ۲۲ کے رکوع ۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلما قضینا علیہ الموت ما دلصم علی موقہ الا دابة الارض تا کل منساقہ فلما اخو تبینت الجن ان لو كانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المصین (ترجمہ) پھر جب ہم نے حضرت سلیمانؑ نبی پر موت کو مقرر کیا جنوں کو ان کی وفات (شریف) کی خبر نہ ہوئی۔ مگر گھن کے کپڑے نے خلیلا جو حضرت سلیمانؑ نبی کا عصا کھتا رہا پس جب وہ گر پڑا جنوں نے معلوم کیا کہ اگر ہم غیب دان ہوتے نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں۔"

جنوں میں سے شیطان

سورۃ الانعام پارہ ۸ کے رکوع اول میں ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ بَنِي عَدُوٍّ وَاشْتِطَانِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَحِی بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ وَخَصَّ الْقَوْلُ غِیْرَ (ترجمہ) اور اسی طرح کر دیا ہم نے ہر بنی کیلئے دشمن شیر آدمیوں کو، اور جنوں کو جو کہ کھلاتے تھے ایک دوسرے کو ملے کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لئے۔"

جن عبادت الہی کیلئے بنائے گئے ہیں

سورۃ الذریت پارہ ۲ کے رکوع ۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتٍ

(ترجمہ) او میں نے جن اور انسان محض اس لئے بنائے ہیں کہ میری عبادت کریں۔

جنوں میں سے وسوسہ ڈالنے والے

پارہ ۳۰ کے رکوع ۳۹ میں ہے قل اعوذ برب الناس مَلِكُ النَّاسِ - إِلَهُ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ زترجمہ آپ فرمادیجئے میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے مبعود کی - برائی سے اس کی جو پھسلائے اور چھپ جائے وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے»

جن اور حوریں

سورۃ الرحمن پارہ ۲۷ کے رکوع ۳۱ میں ہے «حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْحِيَامِ هَٰبِيَا الْأَعْيُنَ مَا يَكَذِبْنَ لَهُ لَمْ يُطْمِثْ مِنْهُنَّ أَحَدٌ قُبَاهُمْ وَلَا جَاءَتْهُنَّ رِجَمٌ خِثْيُوهُنَّ فِي رُكُنٍ رُكُنٍ يَرْتَعْنَ» حوریں ہیں، پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی چھٹلاؤ گے۔ ان حوروں کو ان سے پہلے کسی آدمی نے اور نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا»

نیک جن بہشت میں جا بیٹھ گئے

سورۃ الرحمن میں اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنوں کی پیدائش کا ذکر کیا ہے یا باری تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے اور پھر فرمایا ہے وَلَكِنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (ترجمہ) اور جو کوئی ڈرا کھڑا ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کیلئے دو جنت ہیں»

یہودی جن مسلمان ہو گئے

سورۃ الاحقاف پارہ ۲۱ کے رکوع ۴ میں ہے «وَإِذْ صَفَّيْنَا لِكَافِرٍ مِنَ الْجِنِّ مَقَامَهُ فَاسْتَمَعَهُ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلُوا إِلَىٰ تَوْحَمِهِمْ مِنْ دَرَجَاتٍ (ترجمہ) اور جس وقت کہی جن ہم نے آپ کی طرف متوجہ کر دیے وہ جن قرآن سننے لگے پھر جب وہاں حاضر ہوئے تو بولے چپ رہو پھر جب ختم ہوا تو اپنی قوم کی طرف پھرائے ڈر سنا تے ہوئے بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو حضرت موسیٰ کے بعد نثری - اگلی سب کتابوں کو سچا کرنے والی سچے دین اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کے بلانے والے کو مانو اور اس پر یقین لاؤ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشے، اور تم کو عذاب دردناک سے بچا دے»

جنوں کے اسلام کی کہانی

خود جنوں کی اپنی زبانی

پارہ ۲۹ - سورۃ الجن کے رکوع اول میں ہے «آپ فرمادیجئے کہ میری طرف وحی آئی ہے کہ جنوں میں سے کئی جن (قرآن شریف) سن گئے پھر وہ جن کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب (۱) نیک راہ دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اب کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بتلائیگے (۲) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان اونچی ہے اللہ نے نہ جو رو رکھی ہے نہ بیٹا (۳) اور یہ کہ ہم میں سے جو بیوقوف تھا وہ اللہ تعالیٰ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا (۴) اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ آدمی اور جن اللہ پر چھوٹ نہ بولیں گے - (۵) اور یہ کہ آدمیوں میں سے بعض مرد جنوں میں سے بعض مردوں کی پناہ پکڑتے تھے پھر تو وہ جن اور سر چڑھنے لگے،

(۶) اور یہ کہ ان کو بھی خیال تھا جیسا کہ تم کو خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو نہ اٹھائے گا (۷) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹوٹا پھر پایا اس کو کس میں بھر رہے ہیں چوکیا ر سخت اور انکارے (۸) اور یہ ہم بیٹھا کرتے تھے تھکانوں میں سننے کے واسطے پھر جو کوئی اب سننا چاہے وہ اپنے واسطے گھات میں انکار پائے اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ براہِ دادہ مٹھ رہے زمین کے رہنے والوں پر یا چاٹا ہے ان کے حق میں راہ پر لانا (۱۰) اور یہ کہ کوئی ہم میں سے نیک نہیں اور کوئی اس کے سوا ہم تھے کئی راہ پر بیٹھے ہوئے (۱۱) اور یہ کہ ہمارے خیال میں آگیا کہ ہم اللہ سے نہ چھپ جائیں گے زمین میں اور نہ تھکا دیں گے اس کو بھاگ کر (۱۲) اور یہ کہ جب ہم نے سن لی راہ کی بات تو ہم نے اس کو مان لیا پھر جو کوئی یقین لائے گا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے (۱۳) اور یہ کہ کچھ ہم میں حکم بردار ہیں، اور ہم میں سے کچھ بے انصاف ہیں۔ سو جو لوگ حکم میں آگئے ہیں سو انہوں نے نیک راہ کو پایا اور جو بے انصاف ہیں وہ دور رخ کے ایندھن ہوئے ہیں۔

بَابُ الْحَدِيثِ

(۱) عن ابن عیون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نبی بعث انت صاحبی علی الرضی وصاحبی فی الخاسر ترجمہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے تو میرا رہنے حوض پر اور عارض میرا رہنے سنن ترمذی شریف مطبوعہ ۲۶۹ء مطبع نجر المطالع جلد ۱ ص ۶۰ مشکوۃ شریف مطبع انوار الاسلام امرتسر جلد ۴ ص ۳۶

(۲) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق مجھ پر بہت احسان کرنے والے اپنی صحبت میں اور اپنے مال میں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور بخاری کے نزدیک لفظ آجا جسکی واقع ہوئے اور اگر میں دوست جانی پکڑنے والا ہوتا، تو البتہ میں حضرت ابوبکرؓ کو ایسا دوست پکڑتا اور لیکن برادری اسلام کی اور اسکی محبت ثابت ہے مسیحی باقی نہ چھوڑی جاوے مسیحی کوئی کھڑکی مگر کھڑکی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دیواری اور ایک ایت میں یوں آیا ہے کہ اگر میں اپنے رکے سوا کسی کو دوست پکڑنے والا ہوتا، تو البتہ میں حضرت ابوبکرؓ کو دوست پکڑتا۔

ترغیق علیہ مشکوۃ شریف جلد ۴ ص ۳۶ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اگر میں کسی کو دوست پکڑنے والا ہوتا تو البتہ میں حضرت ابوبکرؓ کو دوست پکڑتا۔ اور لیکن ابوبکرؓ پر بھائی ہیں اور میرے یار ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے صاحب کو دوست پکڑا ہے یہی سلم نے روایت کی

شذرات

یادش بخیر ولی کے خواجہ حسن نظامی صاحب عرف ”سرکاری ولی“ نے فلسطین کے یہودیوں کی حمایت میں آواز بلند کر کے عبداللہ بن سبا آنجمنی کے نمایاں مشن کی تائید کا حق ادا کیا ہے ابن سبا کی روح کو تسکین، اطمینان بہم پہنچانے کی یہ کڑی کڑی کوشش ہے۔
ولیؒ کا تازہ اقدام باموقع کہا جاسکتا ہے جو لوگ خواجہ صاحب کی سرکاری ولایت پر ایمان نہیں رکھتے وہ حسب ذیل اعلان پڑھ کر اپنے شبہات دور کر سکتے ہیں ملاحظہ ہو:-

”فلسطین یہودیوں کا قومی وطن ہے جو ان کے اعمال اور سیاسی انقلابات کی وجہ سے ان کے ماتھے سے چھین گیا، اگر وہ اپنے ملک میں اور اپنے وطن میں آباد ہونا چاہتے ہیں تو عربوں کو کوئی حق ان کی مخالفت کا نہیں ہے۔۔۔۔۔ کوئی مسلمان میراث مانے یا نہ مانے خوش ہو یا ناراض ہو گئیں پوری آزادی و حرکت کے ساتھ یہ اعلان کرنا ہوں کہ یہودیوں کی خلافت جرئی اور فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے میں اس کو ظلم سمجھتا ہوں اور میں ظالم کا ہتھیال نہیں ہوں اور مجھے یہودیوں سے پوری ہمدردی ہے“ (انجیل منادی - ارجون صفحہ ۲۸)

محشرستان فلسطین میں خوفناک گولہ باری اور ہوائی بم باری کا نشانہ بننے والے ظالم عربوں کے خلاف جس آزادی اور جرات کے ساتھ خواجہ صاحب نے آواز بلند کی ہے اس کے لئے وہ مستحق تحقیر و آفرین ہیں ”مظلوم عرب اور مسکین یہودیوں کا کوئی پرسان حال نہیں صرف ہمارا حکومت برطانیہ اپنی نمرانی طاقتوں ہوائی جہازوں اور درم توپوں اور خوفناک جنگی اسلحوں اور بہترین تربیت یافتہ فوجوں کے ساتھ ان کی حمایت کیلئے کافی نہیں لہذا ایسے مسکینوں کی حمایت کیلئے خواجہ صاحب کا آواز بلند کرنا بہت ضروری امر تھا۔ یہ مظلوم قوم دنیا کی متمول ترین قوم ہے اور کروڑوں پونڈ کے سرمایہ سے الکاف عالم میں اپنے لئے پراسپیڈا کر رہی ہے گذشتہ دنوں سنگا پور ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنا سام نوا بنانے کیلئے یہودیوں نے اپنے کسیہ ہائے زر کے منہ کھول دیے ہیں۔ زرداری کے زور پر یہودیوں نے اپنی مظلومیت کا اعلان کرنا چاہا تھا یہ زربے پر اور تباہ حال غریب اور بے کس عربوں کے پاس اتنا سرمایہ کہاں کہ وہ حریف اور طامع شخاص کے دندان آؤ کو بقرہ درختہ بہ پر عمل کر کے بند کر سکیں اس لئے ان کی آواز احراری حلقوں سے باہر نہ نکل سکی، ہم یہ تو ہمیں کہہ سکتے کہ خواجہ صاحب نے یہودیوں سے کوئی مالی فائدہ حاصل کیا تھا، ہم یہ کہہ جاسکتے ہیں کہ خواجہ صاحب جیسے سرمایہ دار، زردار اور کلیسیا تاج کا کوئی اقدام ایسا نہیں ہو سکتا جسکی تہ میں خالص ہر باری جذبہ کار فرما نہ ہو، خواجہ صاحب نہایت دلیری کے ساتھ مسلم رائے عامہ سے بے اعتنائی کا اظہار فرما رہے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ میں ظالم عربوں کا ہنجیال نہیں، جو یہودیوں کو اپنے گھر بار مال و جائیداد حوالہ کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اور اپنے وطن کو گھرستان بنانے پر رضامند نہیں نیز مظلوم یہودیوں کے سب سے بڑے مقصد یعنی مسجد اقصیٰ کو گر جانے پر تیار نہیں ہو سکتے، عرب اس لئے ظالم ہیں کہ ان کے تمام قارئین علماء و زعماء جلا وطن ہو چکے ہیں۔ اوقاتِ اسلامیہ ضبط اور مجالس اسلامی خلافِ قانون قرار دی جا چکی ہیں۔

ہم خواجہ صاحب کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ صرف عرب ہی ظالم نہیں ہیں بلکہ ایک اور ہستی بھی ہے۔ جس کے خلاف یہودیوں کی حمایت میں آواز بلند کرنا ان کا فرض ہونا چاہئے، وہ ہستی احکام الحاکمین کی ہے جس کا ارشاد ہے:

وَمَا رَدُّكَ بِظُلَامٍ لِلْعَبِيدِ

جو اپنی کتاب مقدس میں یہود کے لئے قیامت تک کے لئے ایک سزا تجویز فرماتا ہے۔

وَصُيِّبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَالَةُ وَالْمُسْكَنَةُ

لہذا آج کے جس حصہ میں بھی یہود پر دولت کا عذاب نازل ہو رہا ہے اس کی اصلی وجہ آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں بیان کر دی گئی تھی۔ لہذا خواجہ صاحب کو خداوند کریم کے خلاف بھی اعلان بغاوت کر دینا چاہئے۔ اور یہودیوں کی حمایت کا کامل حق ادا کر کے اپنی حریت و آزادی اور عزت کا ثبوت ہم پہنچانا چاہئے۔

ہندو ذہنیت کو سمجھنے کیلئے ہندو جرائد کا مطالعہ بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہندو جرائد کے مطالعہ سے ہندوؤں کے اندرونی غرائم کا پتہ مل سکتا ہے، مسٹر جناح کے ساتھ کانگریسی زعماء نے مصالحت کی سعی کی۔ اس پر رورائے پرتاب لاہور کے ایڈیٹر مہاشے کرشن صاحب ۹ جون کے لیڈنگ آرٹیکل میں لکھتے ہیں کہ

کاگر مسلمانوں کو جو کچھ دینا چاہے دے لیکن اس بات کی ضمانت تو ہو۔ کہ وہ ہندوستانی نہیں گے۔ اگر انہوں

نے سب کچھ لیکر بھی مسلمان ہی رہنا ہے اور پولیسکل طور پر بھی الگ ہی رہنا ہے۔ تو انہیں ان کے جائز حق سے

زیادہ دینے کے کیا معنی؟

یہ ہے مہاشے جاسٹیوں کا فنی تجل اور شینلزم کا اصول جس کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی جا رہی ہے، جب تک ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ ہندوستانی نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ اپنی مسلمانی کو ترک نہ کرے وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں،

بے پناہ محبت

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

جریہ شمس السلام کو جو صاحب زندہ دیکھنا چاہتے ہیں بہت جلد نئے خریدار پیدا کر کے ان کے چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ حبریدہ کی موجودہ مالی حالت ایسی نازک صورت اختیار کر چکی ہے، کہ اسکے بقا کیلئے موثر جد و جہد درکار ہے، ایک ماہ کے اندر کم از کم دو سو حبریدہ خریداروں کا فراہم ہونا ضروری ہے حملہ بردار ملت کی خدمت میں التماس ہے کہ تساہل سے کام نہ لیں، اور فوری اعانت سے کام لے کر شمس الاسلام کو زندہ رکھنے کی جد و جہد میں حصہ لیں جن احباب کے ذمہ چندہ کی رقوم واجب الادا ہوں۔ یا جن کی میعاد خریداری ختم ہو چکی ہو۔ وہ بہت جلد چندہ کی رقوم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں،

مینجمر

بنگش (سٹی) اور کلب علی کی انیسویں ملاقات

(از خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)

کلب علی - یا علی مدد

کلب حسن، مولا علی مدد

کلب حسین، حیدر، حیدر

بنگش، دو سو بڑی مدت کے بعد تشریف لائے ہو کہاں اپریل ۱۹۳۸ء اور کہاں آج یکم اگست ۱۹۳۹ء لیکن یہ نامعلوم طریقہ سلام آپ صاحبان نے کہاں سے سیکھا ہے، قرآن مقدس میں تو سلام سلام امر ہے اور احادیث نبوی میں اسلام علیکم ملاحظہ ہو کتب اروضہ جہاں شیعوہ فدائیوں نے سرورِ باریا و ازلیہ پر کارا اسلام علیکم جاری کیا کہ تم پر میرا سلام ہوا ہے ہمارے رب علی جس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سب کو زندہ جلا دیا۔

کلب علی، تو آپ ہم کو کیا سمجھے ہوئے ہیں ہم بھی تو اپنے راسخ العقیدہ اسلام کے روحانی فرزند ہیں۔

بنگش، اچھا آپ جانیں اور آپ کا عقیدہ لیکن قرآن کے متعلق بھی تو اپنا عقیدہ واضح کیجئے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مذہب میں کی رو سے اس موجودہ فرقان مجید کی نسبت ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم اہل سنت کہتے ہیں، اگر یہ وہی قرآن محفوظ ہے جس کا وہ خدا نے کیا ہے۔

کلب علی، ہم نے ایڈیٹر و سچف سیالکوٹ اور سالہ قہر خدا شیکسلا سے پورا پورا مصراع جمع کیا ہوا ہے۔ لیکن فی الحال ہم آپ کے ماہ سہی و جون و جولائی کے تین مضامین، دلدل، ادوا العقار، صمصام فاروقی کے بکے میں تبادلہ خیالات کرنے آئے ہیں تاکہ آپ سے جوابات سن کر اپنا اطمینان کر لیں۔

بنگش، حقیقت آپ ہدایت پانے کے خواہشمند نہیں لیکن جب آپ مع دو مہینے برادرانِ مذہب کے تشریف لائے ہیں تو حکم من دخل داری، اگر متہ آپ کی خواہش کے مطابق مکر عرض کئے دیتا ہوں۔ کان لگا کر نہیے

دلدل

مرسلش بودہ متوقش اندریں ہم منز عون
از چہیں گپھا نمودہ دین حق را و اثر گون
دائما آں را مثل رائض خود و صفون

۱ قاطرے بودہ و دلدل نام از مصر آمدہ
۲ گوید از حجت فرستادہ برائے حیدرش
۳ قاطرے خاکسری رنگ آنکہ از خزاہ بود

۴ حب اور اکتفی دانیم و استرضائے او بانترش کارے ندایم ما بہ علیہ السلامون

۵ قاطرے پروہہ یک کافرے راز نفاق بابران برق رفتار سمیبر بعد لون

گر چہ باشد دلدل و یازدواج و یاجریں

۶ این چہیں افراط کے زید بہ نزد عاقلین

کلب علی، بجان مولانا حوت درت ہے اس دشمنی کے زمانہ میں ایسی وہابیات بے سرو پا حرکت جو سال بسال عاشورہ اور محرم میں سرزد ہوتی ہیں سب کی سب خندہ آفرین ہیں۔ چند سال قبل ایسے مجنونانہ افعال کی سیدھا ساری مجتہد لاہور نے بھی مخالفت فرمائی تھی اور اب کے تو محمد تقی مجتہد اصفہان اور شمشادہ ایران نے مغرب و مصر سے بیکر مشرق یعنی ہندوستان ایران ترکستان تک بذریعہ اشتہار تمام دنیا کے اہل تشیع میں منادی کرائی ہے کہ دلدل تغزیہ وغیرہ تمام رسومات قبیحہ خلاف اسلام بلکہ اسلام شکن ہیں تاہم شیعہ اپنے آبائی رسوم پر بہ طور قدیم قدامت مزین ہیں۔ لیکن دلدل کے لئے ایک خاص شرافت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

بنگش، ہم چاہتے ہیں کہ اس بارے میں آپکو آپکے اماموں کے کچھ ارشادات سن کر آپ کے ساتھ باقی عام لوگوں کی آنکھیں بھی کھول دوں تاکہ پھر اپنی بے خبری کا کوئی بہانہ یا غرض پیش نہ کر سکیں.....

حیات القلوب جلد اول ص ۹۲ حضرت صادق فرمود کہ داخل بہشت نمی شود از حیوانات مگر حمار، بعلج، باعور، و سگ اصحاب کہف، و گرگ یوسف، یعنی فرمایا حضرت صادق نے کہ جنت میں سوائے تین جانوروں کے اور کوئی جانور داخل نہ کرگا۔ اول بعلج، باعور کا گدھا، دوم اصحاب کہف کا کتا سوم یوسف علیہ السلام کا بیڑ یا خورک و آپ کے صادق بحق ناطق نے کیا ارشاد فرمایا۔ پھر آپ میں کون جو دلدل اور ذوالجناح کو آسمان تک چڑھا رہے ہیں حالانکہ وہ مذکورہ گدھے کتے اور بیڑیے کام تہ بھی نہیں رکھتا۔

کلب حسن یہ کیا نیا شگوتہ نکالا کلب حسین ہکو تو مارے شرم کے زندہ دو گور کر دیا کلب علی چپ چپ ہو تعلقہ میں

ہزارا فائدہ ہیں

کلب علی، اچھا ذوالفقار کی کہانی بھی تو سنائیے، بنگش بسیار خوب.....

ذوالفقار

۱	عاص را یک تیغ بودہ نام آں بزد و الفقار	در غنیمت قبض کردہ یوم بدش مسلمان
۲	بود آں نزد رسول اللہ و در خیبر بداد	آں علی را لیک ایشان از سہائش منز لون
۳	در کلیبی ذوالفقار از آسمان نازل شدہ	جبرئیل آورد از نزد خدا لئے بے چگون

کئی طرح کے افسانوں اور ترانوں سے پیش کر رہے ہیں وہ درحقیقت ایک معمولی واقعہ ہے اور بالخصوص فتوحات فاروقی کے مقابل میں چراغ کو آفتاب کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے.....

کجایک کوکب دری و آں ہم خنس و کنسی
کجا خورشید نورانی بآں فیضان و تابانی

تمام دنیا کے سحر محیط کا مد بھی ہے اور خبر بھی لیکن دریائے رافضہ کا تیرہ سو برس سے یہی مد ہے خزر کا نام نشان نہیں ہنڈا میں اس میں خبر پیدا کرانے کے علاوہ یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ درحقیقت مذہب رافضہ و اہل تشیع افسانوں و ہندی خود ساختہ حدیثوں اور روایتوں تصیدوں اور مرثیہ خوانی کے ترانوں وغیرہ زبانی جمع خیر چرخ کی بنا پر.....
ع مشنوائے خواجہ رکچوں درنگری برباد است (دوست موت نہ کرو خیالی اور ہوائی قلعوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔

کتاب علی آپ کے مندرجہ صدر بیت کا مطلب کیا اور الخنس الجواہر الکخنس کیا چیز ہے.....
بنگش آپ گئے اس تجاہل عارفانہ سے خدا کی پناہ باوجود جاننے کے انجان بنے ہوئے ہو لیکن نے الحال میں اس کے معنی اور مطلب کو رسالہ شمس الاسلام کے ناظرین پر چھوڑتا ہوں آئندہ آنے والے ستمبر و اکتوبر ۳۸ء کے دو پرچوں میں جس کسی نے رسالہ مودودی میں اس کا نسبی مطلب صحیح صحیح شائع کر لیا خواہ وہ کوئی ہور سالہ کے چندہ میں نصف رقم اس کے حق میں راقم آئندہ ادا کر دیگا، اب میں خیر کا سچا واقعہ اور اس کے بعد آپ کا وہ عقل توڑ قصہ بیان کروں گا جو امیر حمزہ کی داستان سے بھی زیادہ مبالغہ آمیز اور علی بابا کے واقعہ سے بھی بڑھ کر بے سرو پا ہے.....

خیبر کا سچا واقعہ تو اس قدر ہے کہ سرور عالم نے اپنے وجودی جود کی شمولیت سے جس قدر جہاد و غزا و فتاوت فرما ہے اس کی تعداد ۱۶۱۴۲۴ ہے اور ان میں سے بعضی لڑائیاں مثلاً جنگ خندق جنگ احد اور جنگ حنین اپنی شدت کے لحاظ سے بڑھ چڑھ کر تھے اور اس خیبر کی لڑائی میں بھی حضور خود تشریف لے گئے تھے اس کے فتح ہونے پر اس قدر مدت خرچ ہوئی تھی جس قدر خندق اور حنین پر ہوئی تھی لیکن اس کی شہرت کی وجہ صرف فداک ہے جو ایک کھجوروں کا باغ تھا جس کے ذریعہ حضرات شیخین کی بے داغ زندگی کو خدا دہانے کی کوشش میں رافضہ کے اولین و آخرین مصروف ہیں بھلا جو تیغ زنی اور جانبازی جناب رضی کی نسبت منسوب کی جاتی ہے کیا ایسے کارنامے دوسرے صحابہ سے ظاہر نہیں ہوتے، کیا جناب خالد سیف اللہ نے ساٹھ لاکھ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میں ساٹھ ہزار لشکر کفار کو مکر کریموک میں شکست نہیں دی تھی۔ ملاحظہ ہو واقعی کتاب تاریخ جنگائے رسول خدا و صحابہ اوشیوں کا نام تاریخ مرتبہ ذریعہ تعلیمات شاہ ایران ہند خیبر کی فتح و دیگر فتاوت کی فتح سے کچھ اسم اور فضل نہیں ہو سکتی،

خیبر کی جھوٹی داستان شیعوں کی روایات کی بنا پر اس داستان کا شمار عجائبات اور نوادہت روزگار سے ہے کچھ جملے

تبر

(از مولانا محمد حسین صاحب شوق پبلانوی)

اندازِ بیاں گریہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ ترے دل میں اتار جائے مری بات۔
 عنوانِ زیر بحث پر کچھ عرض کرنے سے قبل چند مقدمات کو شکستہ ذکر دینے ضروری خیال کرتا ہوں جن کو ذہن نشین کر لینے کے بعد نفسِ مضمون پر تبصرہ کرنا کچھ دشوار نہ ہوگا۔
 تشراب کے معنی لغوی حیثیت سے کسی سے بُرات اور اظہارِ نفرت ہوتے ہیں اور عرفِ عام میں تبر کہتے ہیں استسملہ کی ان ذی شان ستیوں کو گالیاں دینا جنکے ہاتھوں نے دیوارِ اسلام پر وہ نقش و نگار کئے ہیں جو قیامت تک نہیں مٹا سکے اور موافقِ دینی لفظ ان کی پاک اور بے لوث خدمات کا اعتراف کے بغیر نہیں رہ سکتے تحقیقت، اؤنس الامر تو بجائے خود بادیِ نظر میں بھی کسی کو گالیاں بکنا شریف اور بھلے آدمیوں کا کام نہیں خواہ دشمن کو بھی کیوں نہ دی جائیں لیکن تیرے تو برسِ مشیر کے ان بزرگانِ اسلام کو برا بھلا کہنا جنکے مناقبِ نوراتِ رانجیل میں متوجہوں اور قرآنِ پاک ان کے کارناموں اور خدمات سے معمور ہو۔
 شرافتِ توکیرِ انسانیت کے بھی منافی ہے اور جو قوم شرافت اور رواداری کے بلند بانگ صداوی کے باوجود بھی اس کو کارِ ثواب سمجھے تو اس سے خدا سمجھے زیادہ کیا عرض کروں اب مندرجہ ذیل مقدمات کو غور سے ملاحظہ فرماتے ہوئے نتیجہ تک پہنچے جن کے دلائل کتبِ شیعہ یا آیاتِ قرآنی سے پیش کئے جائینگے۔

۱۔ اگر ایک انسان اگر اسی عقل کا جائزہ لے اور دوسرے اشخاص کے حالات کا تجربہ بھی رکھتا ہو تو اسے اپنی چند زندہ زندگی میں ایسے واقعات کثرت سے مل سکتے ہیں جن میں وہ حوصلہ شکن اور صبر آزما سانحہ کا مقابلہ کرتے ہوئے مقرراتِ اسلامات بلکہ بعض اوقات بدہدایت سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور ان کے برخلاف اس سے کوئی کلام یا حرکت صادر ہو جاتی ہے بعض پر یہ حالت ہمیشہ رہتی ہے اور بعض کو جلد توبہ ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے وہ اصلی حالت کی طرف عود کر جاتے ہیں یہ غفلتِ لوثی بشری میں سے ہے معصوم و غیر معصوم متقی و غیر متقی ولی اور غیر ولی سب کو شامل اور محیط ہے۔

۲۔ مخالفت کو عداوت لازم نہیں۔

۳۔ محبت اور عداوت جمع بھی ہو سکتی ہے۔

۴۔ جو مخالفت دو مومنوں کو آپس میں بوجہ امور دنیاوی ہو وہ فعلِ ایمان نہیں ہو سکتی۔

۵۔ جب تک کسی شخص میں ایمان باقی ہو اور نہ دین اس کی محبت واجب اور عداوت حرام ہے۔

۶۔ صحابہ کرام اور ازواجِ مطہرات سے زندگی میں کوئی عمل ایسا روا نہیں ہونا جو موجبِ کفر ہو اور جس سے ان کے اعمالِ صالح ہو گئے ہوں۔ مقدمہ اول اور ثانی گویا بالکل واضح ہیں لیکن مقدمہ ثانی بدہدیشی ہونے کی حیثیت سے دلیل کا محتاج ہے

لہذا مختصر اتنا سمجھ لیں کہ علامہ محمد رفیع صاحب ابواب الجنان جو معتبر علمائے مرزا امامیہ میں سے ہیں انہوں نے تصریح کی ہے کہ وہ دونوں کے درمیان امور دنیاوی میں مخالفت ممکن ہے جو بحیثیت ایمان ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں شیخ بن بابویہ اور سید رفیع علم الہدیٰ کے درمیان بعض مسائل فقہیہ میں شدید اختلاف واقع ہوئے لیکن اتحاد مذہب کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے تو معلوم ہوا کہ مخالفت عام ہے اور عداوت خاص جہاں مخالفت ہو عداوت لازم نہیں۔ اور جہاں عداوت ہو مخالفت لازم ہے۔

مقدمہ بھی گو مندرجہ بالا بیان سے واضح ہو گیا ہے لیکن تفصیلاً سمجھنے کے لئے عداوت دو قسم ہے ایک بنی جیسا مسلمان کو کافر کے ساتھ جسکی بنا اختلاف اصول و دعا اذہم قائم ہوتی ہے دوسری دنیاوی جیسا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ بعض مصالح کی بنا پر ہو گیا کرتی ہے اور بعض اوقات اس کی نوبت جدال و قتال پر بھی پہنچ جاتی ہے۔

محبت اور عداوت مختلف الجنس (دینی و دنیاوی) کا اجتماع تو اصلاً بیدار عقل تین روزمرہ کے واقعات اس کے شاہد ہیں لیکن محبت و عداوت مختلف الجنس مختلف النوع کا اجتماع مثلاً مومن فاسق بحیثیت ایمان محبوب ہے بدلیل قول الہی المومن والمومنات بعضهم اولیاء بعض اور جو فاسق مجنوں ہے بدلیل قول تالی ان الله لا یحب الخائنین واللہ لا یحب الظالمین قرآن سے ثابت ہے اس میں قابلِ خوبات یہ ہے کہ اگر اعمال صالحہ مثلاً استغاثت عداوت شجاعت اخلاق مروت وغیرہ کی وجہ سے محبوب ہو تو یہ محبت دینی ہے یا دنیاوی ظاہر ہے کہ یہ محبت دنیاوی ہے کیونکہ سوا اعتقاد کی وجہ سے اس کے اعمال قابلِ قبول بارگاہ خداوندی نہیں بدلیل قولہ والذین کفروا اعمالہم کسوا ببعیتہم بحسبہ لظہان ماعہ (آیت) تو معلوم ہوا کہ محبت و عداوت کا اجتماع ایک حیثیت (دنیاوی) سے تو محال ہے ہاں دو حیثیت سے (دینی و دنیاوی) ممکن اور پائز ہے اور یہ اجتماع جب عوام امت میں پایا جاتا ہے تو خواص امت میں بھی محال نہیں کیونکہ بشریت اور انسانیت میں دونوں مشترک ہیں فرق اگر ہے تو صرف قلت و کثرت مناقب یا وقت و صفت ایمان کا اور خواص امت ہذا جماعت تین گروہ ہیں۔ اہلبیت یعنی اولاد پیغمبر و اقارب اور ازواج مطہرات اور صحابہ مہاجرین اور انصار اہل انعام امت اور خواص امت کے درمیان تقطیع مراتب کے طور پر یہ ضروری ہے کہ خواص امت جس طرح ایک دوسرے کے ساتھ پیش آئیں عوام امت کو خواص امت کے ساتھ اس طرح پیش آنا پسندی اخلاق اور فرائض کا پورا پورا ثبوت ہم و پوچھنا ہے بدلیل حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ فی اصحابی کما یقتضیہم عرضاً من بعدی و ازواجہ اصحابی و امونکم مما یمہنی من بعدی ولن تصابوا علیکم الا بالصواب۔ ان اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے آپس کے معاملات میں جب محبت و مخالفت جمع ہو سکتی ہے۔ اور جن وطن کے مورد نہیں بن سکتے تو خواص امت کس طرح مورد الزام ہو سکتے ہیں رعسبین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مختصر یہ ہے کہ جو مخالفت مومنین کے درمیان بوجہ امور دنیاوی رونما ہو وہ فخل ایمان نہیں ہو سکتی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ مخالفت رعایت مرتبہ کے ساتھ ہو جیسا عامی کو عامی کے ساتھ اور خاص کو خاص کے ساتھ چھوٹی چھوٹی نہیں لیکن

اگر اس مخالفت میں حفظ مراتب کا پکا نڈیا جائے جیسا کہ عامی خاص کے ساتھ مخالفت کرے اور وہ سلوک روا رکھے جو دوم ضعیف ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھتے ہیں تو اقیع القباخ میں سے ہے۔

خواص امت صدراول میں بھی تین تھے، صحابہ، ازواج، اہلبیت۔ قرون متوسطہ میں بھی تین، سادات، علماء، مشائخ طائفت، اور بنا برتبر روایات شیعہ ہر دو اذیت کے گرد ہوں میں اس قسم کی بخشش اور آزدگیوں واقع ہوئی ہیں جیسا کہ ملاح محمد رفیع و اعظم نے کافی سے بروایت صنوعان جمال حضرت ابو عبد اللہ اور عبد اللہ بن حسن کے درمیان مخالفت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب ایک رات گزر گئی تو ابو عبد اللہ نے خود عبد اللہ بن الحسن کے گھر جا کر صلح کرنی اور بھی کافی سے نقل کیا ہے کہ لا یفتزقہ جلان علی الحجرجان الا استوجب احدھما البراءۃ واللغۃ ورجا استحق ذلک کلاھما یعنی اگر دو شخص مخالفت کیوں سے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو ان میں سے ایک ضرور براءۃ اور لغتہ کا مستحق ہو جاتا ہے اور کبھی دو بھی اس کے مستحق ہو جاتے ہیں اس کی توجیہ نیزہ مخالفت ہے۔ اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام کی وجہ تسمیہ باہل و تبرک کے قصہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر حضرت سیدۃ النساء سے ناراض ہو کر اور لڑ جھگڑا کر مسیحیوں جا کر سو گئے تھے تو ان مندرجہ بالا بیانات سے بالکل واضح ہو گیا کہ اس قسم کی بخشش خواص امت میں بوجہ مساوات مرتبہ اور لازمہ بشریت وقوع پذیر ہوئی ہیں اور خداوند اللہ طرفین میں سے کسی کے لئے بھی فعل ایمان ثابت نہیں ہوئی۔ یا کسی شیعہ کے سینہ میں یہ گردہ ہے کہ یہاں تک کشتائی کرے

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد

نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

مقدمہ عداوت دینی مطلق کی مدار کفر پر ہے لہذا ہر کافر کو دشمن رکھنا ضروری ہے کیونکہ عداوت دینی کی علت کفر ہے جو نسیق قرآنی ثابت ہے اور جب علت مشترک ہے تو حکم بھی مشترک ہو گا بیل تو لٹالے کہ لا یقبح قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر وادون من حساد اللہ ورسولہ ولا یتخذن والیہ والیاء بعضہم اولیاء بعض ومن ینولہم فانہ منہم لا یتخذ والمؤمنون الکافرین اولیاء ومن دون المؤمنین حسب طرح مندرجہ بالا آیات قرآنی میں صاف مذکور ہے کہ مسلمان کافر کو دوست نہ رکھے ورنہ خدا اس سے بیزار ہے اسی طرح دوسری جگہ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ محبت کی مدار ایمان پر ہے خواہ مطیع ہو یا عاصی اچھا ہو یا برا بیل تو لٹالے والمؤمنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض حسب خداوند کیم جملہ مؤمنین کو دوست رکھتا ہے تو سہوؤن کو چاہئے کہ دوسرے مومن بہت دین و ایمان دوست رکھے ورنہ خدا سے محبت کا دعویٰ کرنے میں کاذب منظور ہو گا کیونکہ محب الشی لمحبه و لمحوبہ اور خداوند کیم تو ایمان سے علاوہ بعض اعمال صالحہ کی بنا پر بھی مومنین کو دوست رکھتا ہے جیسا کہ واللہ محب المتقین، واللہ محب المحسنین کے نصوں سے ظاہر ہو گا

مقدمہ صحابہ کرام اور ازواج مطہرات سے زندگی میں کوئی ایسا عمل رونما نہیں ہوا جس کی وجہ سے ان کے اعمال ضائع ہو گئے ہوں یا موجب کفر بنا ہو بخیر اس کے کہ ان میں سے بعض نے حضرت امیر کے ساتھ جنگ کی یا قبول شیعہ

خلافت کے حق سے ان کو محروم کر دیا ہے یا اہل بیت سے فدک چھین لیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ محاربات یا غصب حقوق خود علمائے شیعہ کے نزدیک بھی موجب کفر ہیں یا نہ۔

اس بارہ میں خواجہ نصیر طوسی جو معتبر و مستند علمائے شیعہ میں سے ہے اس کا یہ قول مخالف القوۃ فستقرہ و محادوۃ کفر تا نہایت باوثوق سمجھا جاتا ہے اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ جس جماعت صحابہ نے صرف مخالفت کی ہے محاربہ نہیں کیا وہ کافر نہیں فاسق ہیں اور فاسق شیعہ کے نزدیک مطلق مومن ہے چنانچہ خواجہ نصیر تحریر الاعتقاد میں بحث ایمان و کفر میں لکھتے ہیں الا ییمان تصدیق بالقلب و اقرار باللسان بکل ما جاء به الذی صلی اللہ علیہ وسلم والنفاق انہما من الکفر و الخفاء الکفر و الفاسق مومن مطلقاً تو معلوم ہوا کہ فاسق مومن ہے اور وہ جملہ احکام میں مومنین محسوبین کے ساتھ شریک ہو گا۔ کیونکہ بقول انصاری والمؤمنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض مطلق ہے عاصی اور معصوم کا کوئی امتیاز نہیں بیان فرمایا گیا اور علاوہ انہیں شیخین اور حضرت عثمان کو تو خود معتبر شیعہ کے نزدیک تبرک کرنا واجباً ہے قاضی نوادر شریعی جہاں مومنین میں لکھتے ہیں کہ نسبت تکفیر بہ جناب شیخین کہ اہل سنت و الجماعت بشیعہ دورہ اندہ نسخہ امت ہے اصل کہ در کتب اصول انیاء از اثر شریعت و مذہب انیاء میں است کہ مخالفان حضرت علی فاسق اندہ۔ و محاربان او کافر کہ قال خواجہ نصیر آگے لکھتا ہے ظاہر ہے کہ حضرت شیخین نے حضرت امیر کے ساتھ کوئی تکبر نہیں کیا بلکہ نصیر رحمت جلال و قتال اس سے حق چھین لیا ہے (شہر مشرق)

اسی طرح عبداللہ مشہدی ائمہ اہل حق میں اس سوال کے جواب میں لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت علی کی خلافت پر نص مرتجح موجود تھی تو شیعوں نے جھوٹے ہوئے اور اگر تھی تو صحابہ سے کفر صریح ہو کر مرتد ہوئے الیاء ما لبثہ تو جواب یہ ہے کہ نص کا اظہار موجب کفر اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ شخص امر معصوم کو باطل اعتقاد کرے۔ اور پیغمبر کو اس نص میں جھوٹا قرار کرے، اور اگر نص کو صحیح سمجھتے ہوئے کسی عرض نفسانی کی وجہ سے اس پر عمل نہ کر سکے تو فاسق ہے نہ کافر، اور جو لوگ خلیفہ اول کی خلافت کے قائل ہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ حضرت پیغمبر نے جنس بیان فرمائی وہ جھوٹ بولا ہے انتہی کلامہ

مندرجہ بالا احوال و اجات سے معلوم ہوا کہ اگر کفار معنی نص بنا کر تاویل موجب کفر نہیں بلکہ فاسق اعتقاد ہی ہے سبکو اہل سنت و جماعت خطائے اجتہادی کہتے ہیں دوم بارے فدک کا انکار یا قراض اس کا نہ دینا یا مرتدک باحدیث لا ینزل ولا یورث اور الیاء الکلمات لکم دینکم خطائے اجتہادی تھی سوم خلافت حضرت امیر الفضل بحقیقت ایمان نہیں ورنہ موجب کفر تھی چہاں جماعت مخالف حضرت امیر باقر حقیقتین شیعہ یقیناً مومن تھی،

اب رہ گئے صحابہ کرام کے اعمال ظاہری جو حسن باطن کی دلیل ہوتے ہیں اسکے متعلق بھی ملاحظہ ہو ملاحظہ عبداللہ مشہدی آیت یا ایہا المرسلون بلغ ما انزل الیک من ربک و لا یخلف الیک من ربک کہتے ہیں کہ تم اسے کہ تم اسے اور شہادتین و تصدیقین یا جاہلہ یا نبی مرتبہ اسلام است و کل امت اجابت بعد از رسالت پناہ ہے اس مرتبہ اسلام را داشتند و بخط و حیانت و یزیدی کہ وعدہ سترہ بود

بذرفتند این قدر از عقیدہ اسلام کافی بود از برائے اتقیا و او امر حضرت رسالت پناہی کہ دیاب اخراج مشرکین از جزیرہ عرب و دیاب قتال یا مزیّن و مانعین رکوع و داعیان کاذب نبوت و دیاب جہاد بالکفار فارس و روم۔ و جمع کہ متصدی امر خلافت و ریاست شدہ دریں امور کہ و کوشش بجہت عہدہ اند کہ تا در نظر خلائی از استحقاق امر خلافت از نظر نیشہ و بیارے ازین مردم در مالیات اجتناب از محرمات ظاہرہ بلکہ دترک لانا مذمباجیرہ برکت دریافت صحبت شریف نبوی و بقائے آں برکات در نفوس انیشتال از جهت قرب رہاں از اہل مدع و زبرد و تقویٰ بودند۔ و مسالمت و مدارت کہ دیاب امر خلافت و دفع اہلبیت بود و بس۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ایمان کے علاوہ صحبت نبوی کی برکت سے اعمال صالحہ اور زبرد و تقویٰ سے بھی مزیں تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ صحبت اخلاص قلبی کے ساتھ تھی منافقانہ و نفی و رنہ فیض صحبت کا اثر ہو جانا یہ معنی دارو۔

اب جو شخص نفور اساعتل سے کام لے تو مسلک اوصاف ہے کہ جب ان اوصاف حمیدہ کا اعتراف لفظی سے تو امر خلافت میں مسالمت کا دعویٰ اقراء۔ کذب۔ سفید چھوٹ ملو خلافت ثابت بالیقین نہیں تو اور کیا ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی دلیل اور مفہوم نص کی وجہ سے حقہ صحبت جاہ اور طمع ملال کیلئے۔

اب رہ گیا ان حضرات کا معاملہ جو حضرت امیر کے ساتھ محارب ہوئے ان میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ و طلحہ و زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں شیعہ سخت مضطرب ہیں متقدمین تو کوئی فرق نہیں کرتے سب کو کافر کہتے ہیں لیکن متاخرین نے جب دیکھا کہ امیر اہل بیت نے شکرین امامت حضرت امیر کیساتھ نکاح و انکاح کا سلسلہ جاری رکھا جیسا کہ حضرت سلیمانہ کا نکاح مصعب ابن زبیر کے ساتھ و قاسم ابن محمد ابی بکر کی دختر کا نکاح امام محمد باقر کے ساتھ اور اسی قسم کے اور بہت واقعات رونما ہوئے تو کافر کہنا دشوار معلوم ہوا علاوہ انیہ کی اولاد نے بھی خدایک دوسرے کی امامت کا انکار کیا۔ جیسا کہ امام محمد بن حنفیہ نے حضرت زین العابدین کی امامت کا انکار کر دیا حضرت زید شہید نے امام محمد باقر کی امامت کا انکار کر دیا اور ہر امام کی امامت کا انکار جرم یا عدم جرم میں کیسا ہے اگر انکار امامت کفر ہے تو قرآن میں اندیشہ مسئلہ اگر یہ کہیں کہ حضرت علی کی اولاد اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے تو یہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرنا موجب کفر ہے خواہ وہ شخص علوی ہو یا قرشی۔

اب نقص یہ ہے کہ اگر انکار امامت کفر نہیں تو محارب بھی انکار کی ایک صورت ہے اولازم کا حکم لازم کا حکم ہوتا ہے۔ لہذا یہ بھی کفر نہ ہوگا ایک حجت و تادل کے لال جھگڑا سو پاری صاحب جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ گو عقل کا تقاضا یہی ہے کہ جس کا انکار کفر نہ ہو اس کا محارب بھی کفر نہیں لیکن حضرت امیر کے محارب کو ہم نے خلاف عقل کافر کہا ہے سبحان اللہ اور کون کام آپ کا عقل کے مطابق ہے بوجہ حدیث حوالہ خوبی صمدتہ سلمیٰ

لیکن اس عقل سے بالکل آزاد حضرت کو یہ معلوم نہیں کہ حرب امیر حقیقتہً تو حرب رسول ہے نہیں بلکہ حکماء سے کیونکہ اصل میں حدیث کا معنی حوالہ کا نہ حویٰ اور ظاہر ہے کہ شبہ اور شبہ میں حمله احکام ایک جیسے ہونے لازمی نہیں اور دوسرا اس قسم کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر بعض قبائل صحابہ کے حق میں بھی فرمائے ہیں چنانچہ سلم و غفار و حمینہ وغیرہ کے حق میں

بعض لوگوں نے اس حدیث کا یہ معنی کیا ہے عد اولیٰ عد اوقیٰ اور ظاہر ہے کہ محارب صحابہ کو حضرت امیر کے ساتھ عداوت نہیں تھی بلکہ رقع فساد اور قاتلین عثمان کا قصاص لینا مقصود تھا۔

اور اگر بالفرض تسلیم بھی کریں کہ محارب امیر اب رسول ہے تو پھر بھی وہ کافر نہیں ہو سکتا کیونکہ دلیل قرآنہ تعالیٰ انصاف جزاء الذین یجادون اللہ ورسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا و یصلبوا یہ آیت قطع الطریق کے تحت ہے وارہے جو بالاجماع کافر نہیں سو ذوق کے تحت میں ہے فاذا یجیب من اللہ ورسولہ اور اسے کوئی کافر نہیں کہتا حالانکہ قرآن کریم ان کو محارب رسول بتلا رہا ہے معلوم ہوا کہ محارب رسول جو بوجہ نبوت محارب نہ ہو بلکہ طمع مال کی وجہ سے محارب ہو تو وہ کافر نہیں۔ تو محارب امیر کس طرح کافر ہو سکتا ہے اگر مطلق محارب کفر تھا تو حضرت موسیٰ نے ہارون کے ساتھ کیا جس کا قرآن شاہد ہے جسکو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خدمت کا دار و مدار تصور کیا جاتا ہے انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اور یہ محارب یقیناً اس غرض سے تھا کہ ہارون نے گوسلار پرستوں کو منہ دینے میں قصور کیا ہے یعنی اسی طرح حضرت ام المومنینؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ قاتلین عثمان کے قصاص میں غفلت کی بنا پر مقابلہ کیا اسی طرح ہارون یوسفؑ نے یوسف علیہ السلام کیساتھ کیا اور یعقوب علیہ السلام کو رنج و پنہا یا اگر یہ سب حضرات محارب رسول کی وجہ سے کافر نہیں ہوتے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نہیں تو محارب امیر کس طرح کافر ہو سکتا ہے سچ ہے ع کہ حفظ مراتب یعنی زندقہ۔

اب مختصراً اشعار عرض کر دینا کافی ہوگا۔ کہ جبکہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون کے ساتھ ناراض ہو سکتے ہیں حضرت سیدۃ النساءؑ فاطمہ زہراؑ جگر گوشہ رسول حضرت امیرؑ سے ناراض ہو سکتی ہیں۔ بجز المناقب ازرا خطبہ خوارزم در تسمیہ ابوزہرہ حضرت امام حسینؑ امام حسنؑ سے خفا ہو سکتے ہیں جہسار ابو مخنف لوط ابن یحییٰ نے روایت کی ہے کہ اذ کان یمیدی الکراہیۃ لما فعلہ اخو من صلح معاویۃ ویقول لوجہ انفی کان احب الی مما فعلہ اخو) امام محمد بن حنفیہ امام زین العابدینؑ کی امامت کا انکار کر سکتے ہیں حضرت زید شہید امام محمد باقرؑ سے روٹھ کر اس کی امامت کا انکار کر لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اہل بیت سے امام وہ ہے جو خروج کرے اور اپنی امامت کا بزور شمشیر اعلان کرے نہ کہ اپنی امامت پوشیدہ رکھے۔ مجالس المومنین) امام جعفر صادقؑ کے پانچویں فرزند احمد بن محمد و اسحاق و عبداللہ و موسیٰ و اسماعیل میں سے ہر ایک نے دوسرے کی امامت کا انکار کیا ہے اور ہر ایک کی امامت کے شیعہ کے گروہ قائل ہیں اور ان کے متبعین میں جدال و قتال کی نوبت پہنچی ہے حتیٰ کہ تحارث لقی جو جناب امیرؑ کے فرزند عبداللہ کا قاتل ہے حضرت زین العابدینؑ کی امامت کا منکر ہے اور تورائش شتری کہتے ہیں کہ جن عقیدہ ادرشیہ راستہ نیست حضرت امام محمد باقرؑ نے خنجر کو بڑا بھلا کہنے سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کوشتندگان مارا کشت و مبلغمہا بجا فرستاد، یہ وہ واقعات ہیں جو کتب امیرؑ تواریخ میں سے قیامت تک بھلائے نہیں جاسکتے۔ ع۔

ہنال کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔

حالانکہ بقول شیعہ مندرجہ بالا حضرات میں دو خطرات معصوم ہیں معلوم ہوا کہ جب اولاد علیؑ ہونے سے انکار امامت ہو چکے

مناظرہ پسلی راجن

(از مولانا ابو محمد عبدالحی بنی بخش صاحب مدرس مدرسہ عثمانیہ عثمان پور بکھیر)

بتاریخ ۲۴ جون ۱۹۳۸ء بوقت ۹ بجے شام سے ۱۲ بجے رات تک اور بتاریخ ۲۵ جون ۱۹۳۸ء ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے دن تک فیما بین اہل سنت و اہل تشیع مناظرہ ہوئی۔ اہل سنت کی طرف سے حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب عثمانپوری اور شیعوں کی طرف سے مولوی محمد بشیر صاحب لکھنوی حال ساکن ٹیکسلا ضلع راولپنڈی مناظرہ تھے۔ مناظرہ بمقام پسلی راجن تحصیل و ضلع دیاست بہاولپور ہوا۔ مناظرہ کی مفصل رویداد بخوبی طوالت قلم انداز کرتے ہوئے صرف ضروری امور شائع کئے جاتے ہیں امید کہ ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) عرصہ ہوا کہ شیعوں کو مناظرہ کیلئے چیلنج پر چیلنج دئے جا رہے تھے مگر ان کو میدان مناظرہ میں قدم نہ ہونے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اگلے سال بمقام عالی دہن مولوی سید ذوالفقار علی شاہ صاحب گجراتی آئے اور ان کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ لیکن فرار کے بغیر ان کو کوئی صورت نظر نہ آئی گذشتہ اپریل ۱۹۳۸ء کو پھر بمقام عالی دہن مولوی محمد بشیر صاحب لکھنوی تشریف لائے تو ان کو بھی مناظرہ کی جرات نہ ہوئی۔ اب ماہ حال میں پھر مولوی محمد بشیر صاحب بمقام پسلی راجن تشریف لائے تو انہوں نے مناظرہ کو ٹالنے میں وہ روایا بایں کہ یہاں بخدا مکرمل سنت نے بھی فرار کا موقع نہ دیا۔ اور چار و چار مولوی محمد بشیر صاحب کو میدان مناظرہ میں تشریف لانا پڑی۔

(۲) چونکہ نقیہ جھوٹ، شیعوں کے نزدیک دین کے ۹ حصے ہیں لہذا اس موقع پر بھی انہوں نے دھوکہ بازی سے کام لیکر دین کے ۹ حصے حاصل کئے چنانچہ غلام شبیر شاہ المعروف قاضی شاہ بانی مناظرہ نے سنی مناظرہ کو دھوکہ دیا اور کہا کہ ہم الیکٹروسکوپ قریبی رشتہ دار اور چچا زاد بھائی ہیں آپ مجھ پر اعتبار کریں حکومت کی طرف سے چونکہ کوئی منظوری نہیں ہے لہذا مناظرہ

ببقیہ صفحہ ۲۱ نہیں بن سکتا اور محبت علی ہوتے ہوئے انکار امامت، اوقوت، اولاد علی با حث تبرائیں ہو سکتا تو اب اگر شبیرہ حضرات میں عقل والوں کی کمی نہیں ہوگئی اور ان کو خدا نے سمجھنے اور سوچنے والا دماغ و دلیعت کیا ہے تو خدا کے لئے دل پر ماتھ رکھ کر تنا انصاف کریں کہ اگر حضرت علی کی محبت کا وہ درجہ ہے جسکی بنا پر کوئی جرم و گناہ قابل پیش نہیں تو کیا سنی امی و ذراہ ابی دامی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و معیت سے اتنا زنبہ بھی نصیب نہیں ہو سکتا جو یہ عقل و دانش بیکر سیت و زینہ بصورت دیگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سیدنا علی سے کم اور حضرت علی کا رتبہ زیادہ ہوگا۔ بوردو بوا حل ہیں۔

ع پسینہ پونچھئے اپنی جبین سے۔

جمع میں نہ ہونا چاہیے بلکہ رات کے وقت اپنے سکنی مکان کے اند چار دیواری کے احاطہ میں بیٹھ کر مسئلہ کا نصفہ کر لینا چاہیے۔ چنانچہ سنی مناظر مولانا سید محمد علی شاہ صاحب متوکل علی اللہ غلام شبیر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس مکان آدھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں شیعوں کا ایک عظیم الشان تبلیغی اجلاس ہو رہا تھا ہزاروں لوگ منظم منظرہ پر اکٹھے ہو گئے اور سارا مجمع شیعوں سے کھینچا بھر گیا۔ سنی مناظران کی شرائط سے خلاف ورزی پر متاثر ہوئے اور مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ جب شیعہ مناظر کوئی صحیح برہان نہ قائم کر سکا۔ تو شیعوں نے اور شیعہ مناظر نے اہل سنت مناظر کے اوقات تقریریں شروع کر دیں۔ اور اپنی مناظرہ یعنی غلام شبیر شاہ کے کہنے پر بھی اس حرکت سے باز نہ آئے جب اہل سنت مناظر نے دیکھا کہ میری بات بھی نہیں سنتے تو پانچ گھنٹے کی بحث کے بعد انہوں نے تقریر ختم کر دی اور اس پر اپنی مناظرہ سید غلام شبیر شاہ نے دوسری دھوکہ بازی کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ اجماع اہل سنت مناظر لاجواب ہو گیا ہے معاذ اللہ ولحنا اللہ علی الکاذبین۔

(۴) موضوع مناظرہ یہ تھا کہ استحقاق خلافت مرقصیہ بلا فصل نص قرآن مجید سے ثابت کیا جائے اثبات نیزہ شیعہ اور تردید نیزہ اہل سنت۔ اصل مسئلہ تو شرائط کے متعلق ہوئے مناظرہ شیعہ نے واضح طور پر طے کر دیا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نخل سے کام نہیں لیا بلکہ خلافت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے عام خوان کرم بچھایا ہے اور تصریح قرآنی ہے کہ فلان فلان صفات والا شخص خلیفہ ہو سکتا ہے تاکہ خلافت کی امیدیں ہر ایک شخص جافشانی کر کے اپنے اند صفات معلومہ پیدا کرے۔ لہذا خلیفہ کی صفات قرآن مجید میں مذکور ہیں خلیفہ کا تعیین نہیں ہے اور ان صفات کو ملحوظ رکھ کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان صفات سے متصف پاتے ہوئے خلیفہ منتخب کر دیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلافت خاصہ نہ ہوئی بلکہ عام ہو گئی۔ لہذا شیعوں کا عقیدہ کہ خلافت الہیہ منصوب من اللہ اصول میں ہے باطل ہو گیا تاہم مناظرہ ہوا۔ شیعہ مناظر نے آیت یا ایہا المرسلین بلغ ما انزل الیك من ربک انزلت کو تلاوت کرتے ہوئے کہا کہ جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے مراجعت فرما ہوئے اور مقام خیمہ غدیر میں قیام فرمایا تو پورہ اذیٰی الحجبہ سے آیت مذکورہ نازل ہوئی اس پر رسول کریم صلعم نے لوگوں کو اکٹھا کر کے اور علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاً فقد نزل علی مولاً۔ انہ اس پر حضرت عمرؓ نے علی المرتضیٰ کو مبارکباد دی اور کہا کہ یا علی آپ ہمارے مولا ہو گئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ علی المرتضیٰ خلیفہ بلا فصل ہیں اہل سنت مناظر نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آیت مذکورہ میں نہ تو خلافت کا ذکر ہے اور نہ علی المرتضیٰ کا۔ اور آیت کو واقعہ غدیر سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ واقعہ غدیر خیمہ کی صحت مخدوش ہے اس کے علاوہ واقعہ غدیر خیمہ سے ہیں ہوا ہے اور آیت مدینہ شریف میں حضور کی تشریف آوری کے وقت نازل ہوئی تھی۔ کیونکہ آپ اپنے گھر پر پہرہ دار کھڑے کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پہرہ داروں کو گھر چلے

جانے کا حکم فرمایا اور بس۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں لفظ مولے وارد ہوا ہے جس کے تقریباً تین سو تیس معانی ہیں اور حضور کے الفاظ الماحصہ وال من والدہ الخ صاف دلائل کرتے ہیں کہ یہاں مولیٰ بمعنی محب اور ناصر کے ہے لہذا اس واقعہ سے بھی خلافت بلا فصل پر کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی اور اس واقعہ کا باعث یہ تھا کہ حضور سرور کائنات صلعم نے علی المرتضیٰ کو یمن میں تبلیغ اسلامی اور زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے روانہ فرمایا تھا اور چند دوسرے آدمی بھی علی المرتضیٰ کے ہمراہ بھیجے تھے جب حضور مکہ شریف حج ادا کرنے تشریف لے گئے تھے تو علی المرتضیٰ بھی یمن سے سیدھے مکہ شریف تشریف لائے اور فرضیہ حج کی ادائیگی میں شرکت فرمائی اس فرضیہ کی ادائیگی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ساتھیوں نے میری مخالفت کی تھی لہذا رسول کریم نے حضرت علی المرتضیٰ کی دوستی اور محبت کا اعلان فرمایا بہر حال اس آیت شریفہ میں خلافت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور یہی واقعہ غدیر خم خلافت بلا فصل ثابت کر سکتا ہے اس کے بعد شیعہ مناظر نے آیت واخذ من عشیرۃ قریظ الا قرۃین کی تلاوت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد اپنے تمام اقرباء کو مدعو کیا ان کو کھانا کھلایا فراغت کے بعد فرمایا کہ اللہ نے مجھے رسول برحق بنایا ہے تبلیغ اسلام میرے ذمہ لگائی ہے۔ میرے تمام رشتہ داروں میں میرا کون مددگار اور معاون بننا ہے۔ تو اس پر تمام بنی ہاشم چپ ہو گئے حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ چنانچہ حضور خوش ہوئے اور علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ تو میرا خلیفہ اور وصی ہے پس ثابت ہوا کہ علی المرتضیٰ خلیفہ بلا فصل ہوئے اس جواب میں اہل سنت مناظر نے فرمایا کہ اس آیت میں خلافت اور علی المرتضیٰ کا ذکر نہیں بلکہ یہ آیت صرف اس واسطے نازل ہوئی تھی کہ چونکہ حضور کے رشتہ دار بنت پرست اور مشرک تھے لہذا آپ کو حکم ہوا کہ پہلے پہل اپنے رشتہ داروں سے تبلیغ کا کام شروع فرمادیں جب انہیں آپ نے اپنے تمام رشتہ داروں کو دعوت دے کر جمع کیا اور ان کو توحید کی تعلیم دی اور بت پرستی اور شرک سے ڈرایا اور بس۔ علی المرتضیٰ کو خلیفہ بنایا نہ وصی۔ خلیفہ اور وصی بنانے والی روایت جو کہ تفسیر خازن میں مذکور ہے وہ موضوع ہے کیونکہ یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں مذکور نہیں اور خازن میں محمد بن اسحاق سے روایت کی گئی ہے اور محمد بن اسحاق محدث نہیں ہیں، مورخ ہیں۔ اور تاریخ کے اقوال شیعہ وصی ہر دو فرقہ کے نزدیک حجت نہیں ہیں پانچ گھنٹے مناظرہ جاری رہا شیعہ مناظرہ آیات مذکورہ یا ایھا الرسول بلغ الخ اور واخذ من عشیرۃ قریظ الا قرۃین اور دو روایات مذکورہ من گنت مولا الخ اور یا علی انت و ذیوی الخ کی رٹ لگا کر بارہا اور بس جب پانچ گھنٹے گزر گئے اور شیعہ مناظر نے دعویٰ پر کوئی حجت نہ قائم کر سکا تو شور و غل مچا دیا جماعت ساری شیعہ تھی اب مناظر اہل سنت کو مجبوراً مناظرہ بند کرنا پڑا۔

(۴) انشاء مناظرہ میں ترتیب و تالیف قرآن مجید کا مسئلہ بھی چھڑ گیا تھا۔ اس پر شیعہ مناظر نے صاف طور پر دیا کہ پہلے قرآن مجید

حضرت ابوبکرؓ نے لکھوایا تھا لیکن وہ غلط تھا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے دس سال تک قرآن شریف کی اصلاح یعنی کی بیشی۔ کٹ پھٹ محو ثبات کرتے رہے اور دس سال کی محنت کے بعد ایک نسخہ قرآن شریف لکھوایا۔ لیکن وہ بھی صحیح نہ تھا بلکہ غلط تھا اس کے بعد حضرت عثمانؓ رہنے نے یہ دین ثابت نصہدی وغیرہ کو حکم دے کر موجودہ قرآن لکھوایا علی المرتضیٰ کو ترتیب نزولی اور موجودہ دونوں حفظ اقدس۔ لیکن انہوں نے اس قرآن کی ترتیب و تالیف میں کوئی حصہ نہ لیا۔ اب ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰ کا لکھا ہوا قرآن تو لاپتہ ہے اور یہ موجودہ قرآن حضرت عثمانؓ کا لکھوایا ہوا ہے اور اسے اللہ شیعوں کے عقائد میں حضرت عثمانؓ قرآن اور اسلام دونوں کے دشمن تھے، لہذا موجودہ قرآن پر شیعوں کا ایمان کس طرح قائم ہو سکتا۔

(۵) مولوی محمد بشیر صاحب نے مولے کو آئم فاعل کا صیغہ بتایا، حال و الحال، اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی تعلیم نہ کر سکے، جس سے ان کی علمی قابلیت ظاہر ہو گئی۔

تصحیح
ماہ جون ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں سنگساز کی مہربانی سے فہرست مداخل میں جب ذیل رقوم کا اندراج صحیح نہیں ہوا۔ لہذا قارئین تصحیح فرمائیں۔

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۲	۱۷	—	محمد عظیم حسا بھیرہ	۲۵	۲	۱۰	ع	ع
۲۳	۲	۸	حکیم محمد شریف صاحب لاہور	۲۶	۱	۲۱	۱۲	× × × × × ×
۲۵	۱	۳	بج	بج	۲۷	۳	۱	ع	× × × × × ×
۲۵	۱	۱۸	ع	ع	۲۸	۲	۲	ع	ع

علاوہ ازیں ماہ جولائی کی اشاعت میں بھی جب ذیل غلطیوں کی تصحیح کر لی جائے۔

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱	۱۶	خاتم فضل الی	خاتم فضل الی	۲۶	۲	۵	ع	ع
			صاحب بھیرہ	صاحب لاہور					



حضرت مسیح خدا نہیں

تروید الوہیت مسیح

(مروئی جیسے اترسری مبلغ خرب الانصار کے قلم سے)

۱۳/۱۴/۱۵ صفر مبارک ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵/۱۶/۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء بروز جمعہ مبارک و منقہ و اتوار انجمن انصار المسلمین شہر ٹیکسلا کا سالانہ جلسہ تھا۔ حضرت حاجی مولانا ظہور احمد صاحب گوی حنفی نقشبندی مجددی، جناب حاجی حافظ مولانا منیر شاہ صاحب خوشابی، جناب مولانا عبد الرحمن صاحب جناب حافظ محمد رمضان صاحب، جناب مولانا خازنہ غلام احمد خان صاحب نگیش بنگوی تشریف لائے تھے، خادم دین رسول اللہ عاجز حبیب اللہ اترسری بھی ان حضرات کے ساتھ اس جلسہ پر حاضر ہوا تھا۔ ۱۷ اپریل بروز جمعہ مبارک دن کے دس بجے سے پیشین میں نے سنا کہ ٹیکسلا کے ہسپتال کے پاس ایک مسیحی پادری صاحب رہتے ہیں اس کو تبلیغ کرنے کی سیت سے میں نے ان کی کوٹھی کا رخ کیا، میرے ہمراہ جناب مولوی عبدالسبحان صاحب کشمیری (حال مقیم ٹیکسلا) بھی تھے۔ ہسپتال کے پاس ہی پادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور اس کے بعد میرے اور پادری صاحب کے درمیان مذہبی گفتگو ہوئی۔ جبکہ ناظرین رسالہ شمس السلام بھیرہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مسلمان! آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

مسیحی! ہم مسیحی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کامل انسان اور کامل خدا ہے، وہ صاحب الوہیت ہے۔ اب بیٹا اور روح القدس کی الوہیت کے ہم فائل ہیں، تثلیث برحق ہے۔

مسلمان! کیا سیدنا حضرت مسیح ماری علیہ السلام نے کبھی اپنی زبان مبارک سے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں خدا ہوں انجیل متی۔ انجیل مرقس۔ انجیل لوقا۔ انجیل یوحنا سے حضرت مسیح کا دعویٰ کہ میں خدا ہوں (معاذ اللہ) نکال کر دکھلائیے۔ مسیحی! ان چاروں انجیلوں میں تو یہ کہیں نہیں آیا ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ میں خدا ہوں۔ البتہ بعض آیات میں آیا ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔

مسلمان! بائبل کے پرانے عہد نامے اور نئے عہد نامے میں خدا کا بیٹا نیک اور مقدس لوگوں کو کہا گیا ہے اور اس سے ان کا صاحب الوہیت ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے، میں اس کے متعلق کچھ مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔

بائبل میں ”خدا کا بیٹا“

(۱) انجیل لوقا کے باب سوم کی ۳۸ آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کو خدا کا بیٹا لکھا ہے۔

- (۱۲) کتاب پیدائش کے باب ۶ کی آیت ۲۴ میں ہے
 ”خدا کے سیدوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں“
- (۱۳) زبور ۸۲ کی آیت ۶ میں ہے
 ”میں نے تو کہا کہ تم الہ ہو۔ اور تم سب حق تعالیٰ کے سرزند ہو“
- (۱۴) زبور ۲ کی آیت ۷ میں ہے
 ”میں حکم کو آشکارا کروں گا۔ کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا“
- (۱۵) ہوشیہ نبی کی کتاب۔ باب ۱۱ کی آیت اول میں ہے
 ”جب اسرائیل کا تھا میں نے اس کو عزیز رکھا۔ اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا“
- (۱۶) انجیل متی کے باب ۵ کی آیت ۹ میں ہے
 ”مبارک ہیں وہ جو صلح کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیے گئے“
- (۱۷) انجیل متی کے باب ۵ کی آیت ۱۶ میں ہے
 ”وہی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے
 بڑائی کریں،

ان سات مقامات کو غور سے پڑھو اور سمجھو،

مسیحی خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔
 مسلمان واضح ہو کر گواہ بندوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر بھیجے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ بھیجنے والا ہے (۲) رسول بھیجے
 گئے (۳) کتاب دیکھ بھیجا اگر ہم کس قوم کی طرف بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اللہ کے نبی کی نعت
 والفت خدا کی محبت ہے اللہ کے پیغمبر کی افرامانی اور مخالفت خدا کی نافرمانی ہے اللہ تعالیٰ کا رسول خدا کی وحی و کلام سے
 بولتا ہے نبی اللہ اور رسول اللہ خدا کا مقدس انسان ہوتا ہے۔

مسیحی، یسوع مسیح عالم الغیب ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

مسلمان، آپ کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ انجیل تیس کے باب ۱۳ کی آیت ۳۰، ۳۱، ۳۲ میں ہے کہ یسوع مسیح نے فرمایا
 ”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ عقیقہ یہ سب باتیں تمہاری نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ آسمان اور زمین ٹل جائیگی لیکن میری
 باتیں ٹلیں گی لیکن اس دن یا اس گھڑی کی بات کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا۔ مگر باپ“
 حضرت مسیح صاف اقرار کرتے ہیں کہ قیامت کی گھڑی کا ان کو علم نہیں۔

۱۷ حضرت یعقوب نبی علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔

مسیحی، خداوند یسوع مسیح قادر مطلق خدا ہے۔

مسلمان، ایسے شرک و کفر سے تو بیکچے خدا کے پیارے بندے اور مقدس رسول حضرت مسیح کو خدا کہنا اور اسے قادر مطلق یقین کرنا کفر و شرک ہے،

(۱) انجیل متی کے باب ۲ کی آیت ۲۳ میں ہے۔

”یسوع نے ان سے کہا میرا پلا تو یونگے لیکن اپنے واسطے بائیں کسی کو چٹا دینا میرا کام نہیں مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا، انہیں کے لئے ہے“

(۲) انجیل مرقس باب ۱ کی آیت ۴ میں ہے۔

”یسوع نے ان سے کہا کہ بنی اپنے وطن اور اپنے رشتہ داروں اور اپنے گھر کے سوا اور کس میں بے عزت میں ہوتا، اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھا سکا سوا اس کے قھڑے سے سیڑیوں پر مارتا نظر رکھا نہیں اچھا کر دیا“

(۳) انجیل لوقا کے باب ۱ کی آیت ۲۲ میں ہے کہ یسوع نے فرمایا ”میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا“

(۴) انجیل یوحنا کے باب ۱ کی آیت ۱۴ میں ہے

”میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے پس جو کچھ میں کہتا ہوں جطرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اس طرح سے کہتا ہوں“

مسیحی سب انسان گناہ گار ہیں سواے خداوند یسوع مسیح کے خدا کے انبیاء اور رسول بھی گناہ گار ہیں۔

مسلمان (۱) خدا کے محصور اور مقدس رسولوں اور نبیوں پر حملہ کرنے والے شرک پادری خود گمراہ ہیں اور خدا کے بندوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں قاتلہ صم اللہ انی یوفکون

(۲) انجیل متی انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا کے مطالبہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسوع مسیح خدا کا لیک پیلا

بندہ اور محبوب بنی و رسول ہے خدا انہیں سے اور لطف کی بات یہ ہے کہ انجیل مرقس کے باب ۱ کی آیت ۱۱ میں ہے ”اور جب یسوع باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا تو ایک شخص اس کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس کو پوچھا اے نیک استاد میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا“

(۳) انجیل لوقا کے باب اول کی آیت ۲ میں حضرت زکریا بنی علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت الیشیع کے بارے میں لکھا ہے

”اور وہ دونوں خدا کے حضور استبازا و تعذافہ کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے“

لیجئے پادری صاحب! حضرت زکریا بنی اور ان کی بیوی الیشیع کو خدا کے حضور راستبازا اور اللہ کے سارے حکموں پر بے عیب چلنے والے تھے اور حضرت یحییٰ بنی (یوحنا بنی) اس مقدس نبی حضرت زکریا کے فرزند تھے۔

مسیحی، خداوند یسوع مسیح بن باپ پیدا ہوا تھا۔

مسلمان (۱) سیدنا حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کے باپ اور ماں نہ تھے۔ حضرت عیسیٰ کی ماں مریم تھیں

(۲) عبرانیوں کے نام خط۔ باب سات کی آیت ۱۲ میں ہے

”اور یہ ملک صدق شالیم کا بادشاہ خدا تعالیٰ کا کاہن ہمیشہ کا سن رہتا ہے اور جب ابراہیم بادشاہوں کو قتل کر کے واپس آتا تھا تو اس نے اس کا استقبال کیا اور اس کے لئے برکت چاہی (۲) اس کو ابراہیم علیہ السلام نے سب چیزوں کی دہ کی دی یہ اول تو اپنے نام کے معنی کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر شالیم یعنی صلح کا بادشاہ (۳) یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا، پادری صاحب فرمائیے کہ حضرت آدم اور شالیم کا حکمران ملک صدق بھی تھا خدا تعالیٰ خدا کے بیٹے تھے۔

مسیحی، خداوند یسوع مسیح نے معجزات دکھائے ہیں اور بعض مردے زندہ کئے۔

مسلمان، بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسوع علیہ السلام سے پہلے بھی حضرت موسیٰ حضرت الیساہ (یعنی حضرت

الیساہ) حضرت ایلع اور حزقی ایل بنی نے معجزات دکھائے تھے۔ حضرت حزقی ایل بنی نے بہت سے مردوں کو زندہ کیا (صحیفہ حزقی ایل باب ۲) کتاب دوم سلاطین کے باب ۴ کی آیت ۲۷ میں ہے کہ حضرت ایلع بنی علیہ السلام بھی ایک مردہ کو زندہ کیا۔ پادری صاحب بائبل یوحنا کے باب ۷ کی آیت ۳ میں ہے کہ یسوع مسیح نے فرمایا۔ ”اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔“

اسی طرح اس باب ۷ کی آیت ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲ میں ہے ”وہ اور دنیا جانے کو تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔“

دیکھئے اس جگہ صاف طور پر خدا کو ”واحد اور برحق“ اور یسوع مسیح کو خدا کا بھیجا ہوا لکھا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا یسوع مسیح نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ میں ہی ہوں ہوں؟ یا یہ کہ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تثلیث فی التوحید پر ایمان لائیں اور یسوع مسیح کو خدا مائیں۔

مسیحی، ان چاروں انجیلوں میں تو خداوند یسوع مسیح کی زبان سے ایسے صاف الفاظ نکلے ہوئے نہیں ہیں۔

مسلمان کیا آپ کا یہ اعتقاد ہے کہ یسوع مسیح جمعہ مبارک کے دن صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ دفن کیا گیا تھا اور اتوار کی صبح کو خدا نے اسے زندہ کیا تھا۔

مسیحی، ہاں ہمارا ایمان ہے کہ خداوند یسوع مسیح ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ اور صلیب پر مارا گیا تھا۔

مسلمان، جمعہ مبارک کے روز جو چند گھنٹے یسوع مسیح صلیب پر راضی صلیب پر خدا تعالیٰ ان تھا۔

مسیحی، پادری اس وقت خاموش ہو گئے اور جواب نہ دے سکے۔

شیعوں کا عقیدہ امامت

(از مولانا ابوسعید خاثری ایڈیٹر مدینہ)

سلسلہ اشاعت گذشتہ

اس مسئلہ پر عقلی نقطہ نظر سے گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں اخبار خیال کیا جا چکا ہے اب میں ان آیات و احادیث پر نظر ڈالتا چاہتا ہوں جو ”الوہی خلافت“ کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ بحث کا کوئی شیعہ شے نہ رہے اور اس کا سر پہلو پوری طرح روشنی میں آجائے۔

اس حقیقت سے شیعہ حضرات کو بھی اتفاق ہے کہ قرآن نے حضرت علیؑ کی جانشینی کا کہیں صراحتہ تذکرہ نہیں کیا ہے چنانچہ کسی ایک فاضل شیعہ اہل قلم نے شیعہ حضرات کی نمائندگی کرتے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس مسئلہ میں قرآن نے ”اپنے مفاد کو ایک طرح کے ابہام کے پردہ میں رکھا ہے لیکن قرآن ایسے فائدہ مند نہیں جن سے ایک سنجیدہ غور کرنا انسان حقیقت تک پہنچ سکتا ہے“

اسی ضمن میں یہ حضرات ایک جگہ اور لکھتے ہیں :-

”بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ قرآن میں بالخصوص امام تھے اور وہ خلافت کرے گئے نہیں مگر میں اس کا قائل نہیں ہوں“
گویا اس سے نتیجہ منبسط ہوا کہ الہی خلافت کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے

(۱) ان قرآن سے نتائج اخذ کرنا چاہئیں جو قرآنی آیات سے منبسط ہوتے ہیں (۲) احادیث نبویؐ کو دیکھنا چاہئیں۔

(۳) صحابہ و تابعین کی ان تصریحات کو دیکھنا چاہئے جو ان آیات و احادیث کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً انہوں نے بیان کیں۔

آیات

وہ قرآنی آیات جن کی بنا پر حضرات شیعہ کی جانب سے عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان سے حضرت علیؑ کی الہی خلافت پر مضبوط قرآن فائدہ مند ہے یہ ہیں :-

(۱) لیس البر بان تا قوالیہوت من ظہورہا و ”ہنکی ینیس کہ گھروں میں انکی پشت سے داخل ہو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لکن البتہ من اتقی و اتوالیہوت من ابوالہا“ (تقریب ۲۴) اللہ سے ڈرو اور گھروں میں دروازے سے داخل ہو۔

(۲) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (۲) آج میں نے تمہارے دین کی تکمیل کر دی اور اپنے احسان کو تم پر و رخصیت لکم لا اسلام دینا“ (سورہ مائدہ رکوع ۱) پورا کر دیا۔ اور میں نے پسند کیا کہ تمہارا دین اسلام ہو۔

(۳) اذ سر عشیٰ رقل الا قریہین واخفص خلیاک
لمن انتبعك من المؤمنین (سورۃ شمعہ ۱۱)

(۳) اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو متنبہ کر دے اور جو ایمان والے
تیرے ساتھ ہیں ان کے سامنے اپنے بازو نیچے رکھ (یعنی ان کے
ساتھ نرمی سے پیش آ)

(۴) انا ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا
الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ و
ہم راکعون (سورۃ مائدہ ۸)

(۴) تمہارا بقی تو صرف اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو
ایمان لے آئے۔ زمین نماز پڑھنے میں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور عجب نہ
انکسار سے زندگی گزارتے ہیں۔

(۵) یا ایہا الرسول بلغ ما انزل من ربك وان
لم تفعل فمألفک من سآلہ واللہ یصمک من
الذناس (سورۃ مائدہ ۱۰)

(۵) اے رسول وہ تمام چیزیں لوگوں تک پہنچا دے جو تیرے رب
کی جانب سے تجھ پر نازل ہوئی ہیں اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے
کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ لوگوں سے تیری حفاظت کرے گا۔

ان آیات کو دیکھتے سے آپ کو پتہ چلا ہو گا کہ بظاہر ان سے کسی طرح بھی یہی مترشح نہیں ہوتا۔ کہ ان کی غایت نزول حضرت علی کی
اوپر خلافت کو ثابت کرنا تھا اس کے برخلاف ان میں چند ایسے عمومی مسائل کا ذکر کیا گیا ہے جو سچائے ہوئے مکمل ہیں۔ اور جن کی توضیح
و تشریح کسی کے مقدیر یا تہدیک ضرورت نہیں لیکن ان آیات سے حضرت علی کی امامت کا حکم مستنبط کر کے لئے شیعوں کی جانب سے
چند احادیث نبوی کو پیش کیا جاتا ہے۔

اس محبت کو زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کر نیکی خاطر میں ہر ایک آیت کے شیعہ استدلال کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔

آیت اول رسول کریم نے فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد العلم فلیات الباب (یعنی میں علم کا
شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے پس جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اسکے لئے ضروری ہے کہ اس دروازہ سے داخل ہو)
شیعہ حضرات کا استدلال یہ ہے کہ اگر نہ کرہ بالا آیت کو رسول کے اس قول کیساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس کا مراد یہ نہ تھا ہو گا کہ قرآن
اس بات کا مؤید ہے کہ رسول کے بعد اگر کسی کا مرتبہ ہے تو وہ صرف حضرت علی ہیں۔

لیکن اس استدلال پر مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں نکتہ شیخ نظر اس بات کو معلوم کر سکتی ہیں کہ بنیادیں اس حد تک قریب عقل
ہے جبکہ خود شیخ فخر بن بھی اس کے مدعی ہیں کہ آیت زیر بحث کے نازل ہونے کے فوراً بعد حضور اکرم نے اس حدیث کو بیان
فرمایا اور اس لئے اب استدلال کی منطق صرف یہ رہ جاتی ہے کہ رسول کے اس قول کے ساتھ اس آیت کے اترنے نے کیا
رسول کے پروپیگنڈے کو قوت نہیں پہنچائی؟

اگر اس وقت اس بات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ اس طرح غیر واضح انداز سے اپنے مقصد کا اشارہ پروپیگنڈہ کرنے سے
رسول کریم کی ذات پر جو وہ زمانہ کی ڈیو سیسی اور شاطرانہ چال کا الزام عائد ہوتا ہے تب بھی اس سے اصل مقصد ثابت نہیں ہوتا حتیٰ کہ
اگر کسی کو شش کے بعد اپنے شیعہ دوستوں کی خاطر سے کچھ روادار انداز بھی اختیار کیا جائے تب بھی زیادہ سے زیادہ یہ ”ظن“ ”فہم“

کیا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے اس آیت سے قرآن کریم نے حضرت علی کی برتری مراد لی ہو۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ”ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً“

آیت دوم یہ آیت بھی امامت و خلافت سے براہ راست کوئی واسطہ نہیں رکھتی لیکن اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نبی کریم کی اس تقریر کے بعد نازل ہوئی ہے جو آپ نے ”غدير خم“ میں کی تھی اور جس میں حضرت علی کو ”مولى المؤمنین“ کہا تھا اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

”خدا میرا مولى ہے اور میں تمام مؤمنین کا مولى ہوں اور اسکے بعد جس کا میں مولى ہوں اس کا علی بھی مولى ہے۔“
اس حدیث کے متعلق بعض لوگوں کا خیال..... ہے کہ ”شیعوں کے پاس جناب امیر کی ولایت کی یہ سب سے بڑی شہادت ہے لیکن مذکورہ بالا نص قرآنی میں نہ تو مولى کا لفظ مذکور ہے اور نہ خلافت و امامت کے متعلق کوئی بعد ترین اشارہ پایا جاتا ہے اور مسئلے وکیل کی ساری بنیاد اصل آیت کے بجائے صرف مذکورہ بالا حدیث قرار پاتی ہے مگر قرآن کی زیر بحث آیت کے مفہوم میں کوئی ایسا غلبہ انقص نہیں ہے جس کے پیش نظر اسے کسی دوسری بات سے متعلق کرنا یا کسی حدیث کے ساتھ اسے ضم کرنا قرین عقل قرار دیا جائے سکے برعکس آیت کا مفہوم بالکل صاف ہو ایک سیدھی سادھی صداقت کو سیدھے سائے الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

فقہوریہ دیر کیلئے شیعہ سنی کے اختلاف سے سبٹ کر غور کیجئے کہ رسول کریم اپنی وفات سے قبل یہ اعلان فرماتے ہیں کہ ”آج تم پر خدا نے اپنی تمام نعمتیں مکمل کر دیں“ اور اس طرح قرآن کے احکام و ہدایت کو بدالابا تک کیلئے اہل عالم کے واسطے شیخ راہ بنانے کی اپیل کرتے ہیں سمجھتے ہیں آنا کہ اس میں کون سا ایسا خلا یا انقص ہے جس کو پورا کرنے کیلئے ”غدير خم“ کی حدیث کے ساتھ اس کا واسن باندھا ضروری ہو۔

آیت سوم مجھے شیعہ حضرات کی اس سبکی پر رحم آتا ہے جس کے ماتحت وہ ڈوبتے آدمی کی طرح ہر تنکے کا سہلا ڈھونڈنا چاہتے ہیں میں نے پورے سکون قلب کے ساتھ قطعاً غیر جذباتی انداز سے کئی گھنٹے مسلسل اس امر پر غور کیا کہ آیا واقعہ اس آیت کو ”خلافت علی“ سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے یا نہیں لیکن مجھے کوئی تاویل ایسی نہ مل سکی۔ چھٹے سہرے نور الطینان بخش کہا جاسکے۔

شیعہ حضرات اس آیت کو بہت عشرہ سے متعلق قرار دیتے ہیں اور اس کا غور انہیں بھی اعتراف ہے کہ اگر اس آیت کو بہت مذکور سے علیحدہ کر لیا جائے تو اس سے ان کے مقصود پر کوئی روشنی نہیں پڑتی مگر اس کے لئے وہ یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ ”تمام نبی شعبوں میں“ وحی متلو، یعنی قرآن کی ہدایتیں مکمل حیثیت رکھتی ہیں غلبہ تفصیل رسول کے عمل سے ہوئی ہے۔“

اگرچہ اہل تشیع تاویل کرنے اور اصل مفہوم کو کچھ سے کچھ کر دینے میں اسناد مانے جاتے ہیں اور اسلام میں اس نوع کی تاویل کا دروازہ سب سے پہلے اسی فرقہ نے کھولا ہے مگر پھر بھی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ تخیل کی کون سی پرواز سے اس آیت کو ”محمل“

کی صفت میں رکھا جاسکتا ہے جبکہ یہ بذات خود بالکل مکمل اور اپنے مفہوم و معنی کے اعتبار سے ہر نوع غیر ناقص کا مل ہے پھر اس کا فیصلہ مجھ سے نہیں روئے زمین کے کسی صاحب الزامی بلکہ غیر شیعہ انسان سے حاصل کر لیجئے یورپ و امریکا کے مستشرقین سے پوچھئے چین و جاپان کے کسی بالکل غیر متعلق آدمی سے دریافت کیجئے فلپائن اور آسٹریلیا کے کسی ناواقف حالات انسان سے معلوم کیجئے اور اگر کسی ایک جگہ سے بھی یہ آواز اٹھے کہ یہ آیت کسی نوع سے بھی کسی خاص واقعہ سے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اور بجائے خود کسی دور و مکمل صداقت کی حامل نہیں ہے تو میں سپر ڈالنے کیلئے تیار ہوں۔

بہر حال یہ قرآنی آیت ہماری بحث سے خارج ہو جاتی ہے رہ گئی ہجرت عشرہ والی حدیث سو اس پر میں ”احادیث“ کے ذیل میں اپنی رائے عرض کروں گا۔

آیت چہارم | تصور و تخیل کی کسی بعید ترین پرواز سے بھی اسے خلافت و امامت کے مسئلہ کے ساتھ متعلق کیا جائے۔ لیکن شیعہ حضرات حسب عادت اس آیت کے ”مخوئے منصوص“ سے نہیں بلکہ اس کے ”شان نزول“ سے استدلال کرتے ہیں اور اس لئے قرآن کے بجائے شان نزول والی حدیث معرض بحث میں آجاتی ہے پس اگر شان نزول کی بے شمار روایات کے باجمعی تضاد و مخالف کو نظر انداز کر دیا جائے تب بھی اس استدلال کا تعلق قرآن سے نہیں بلکہ صرف حدیث سے رہ جاتا ہے۔

آیت پنجم | اس آیت کے متعلق شیعہ حضرات کا یہ بیان ہے کہ ”یہی پرزور حکم حکم ہے جس سے حضرت علی کی ولایت کا منجانب اللہ ثابت ہوتا ہے“ لیکن یہاں بھی استدلال کا سارا زور دراصل آیت کے بجائے صرف شان نزول پر صرف کیا گیا ہے اور اہل سنت کی تصانیف سے بہت سی روایات کو نقل کر کے یہ کہا گیا ہے کہ ”یہ سب اس باب میں متفق ہیں کہ یہ آیت محبت الوداع میں ولایت علی کی تبلیغ کے بارے میں مازل ہوئی ہے“

لیکن اس آیت کے الفاظ سے جو مفہوم اخذ ہوتا ہے وہ اپنی جگہ آنا مکمل ہے کہ اس کی توضیح و تفصیل کیلئے شان نزول کی کسی حدیث کو سامنے رکھنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے تنہا اس آیت سے حضرت علی کی الہوی خلافت کا حکم ہرگز مستفاد نہیں ہوتا ہاں اگر شان نزول کو صحیح مان لیا جائے تب الیت یہ کہنا درست ہو سکتا ہے اور اس لئے یہاں بھی قرآن پر بحث کرنے کے بجائے صرف حدیث معرض گفتگو میں آجاتی ہے۔

ان تصریحات کے بعد یہ افز بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کی کسی آیت میں اشارۃً یا صراحتہً کسی طرح حضرت علی کی امامت کا تذکرہ نہیں پایا جاتا یہی وجہ ہے کہ قرآن سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کیلئے مختلف احادیث و واقعات کو کھینچ کر قرآنی آیات سے متعلق کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس قسم کی تمام کوششیں اتنی سفلہ آمیز اور غیر علمی بحث ہیں کہ عام انسانی دماغ ان کو قبول نہیں کر سکتا اور کو تعصب تنگ نظری کے ماحول میں یا ذاتی اغراض و مفاد کے دائرہ میں وہ کتنی ہی دھوکا دہن کن نظر میں ہیں لیکن علم و تحقیق کی روشنی میں وہ بے حقیقت سی ہو جاتی ہیں اور اس اہم اور بنیادی مسئلہ میں قرآن کی خاموشی شیعہ حضرات کے مشن کیلئے شدید طور پر نقصان

رساں ثابت ہوتی ہے، چنانچہ اسی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے شیعوں کے متعدد مجتہدین یہ دعویٰ کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ قرآن سے وہ آیات و احادیث حذف کر دی گئی ہیں جن میں حضرت علی کی امامت کے مسئلہ کو ناقابل انکار طور پر بیان کیا گیا ہے غالباً اہل شیعہ عام طور پر تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ان کے قابل احترام مجتہدین کی وہ کتابیں بھی موجود ہیں جن میں قرآن کی بہت سی آیات کو بزعم خود صحیح کے نقل کیا گیا ہے چنانچہ ”حیات القلوب“ وغیرہ کے صفحات اس امر کی کھلی ہوئی شہادت کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ ذکر کر دینا بجا نہ ہوگا۔ کہ جمہور شیعہ و حقیقت تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں لیکن جب ان کو اپنے مخصوص عقائد کی تائید میں ایک آیت بھی ”ہیں اللزین“ دستیاب نہیں ہوتی تو انہیں تذبذب اپنے عقائد پر شک شبہ پیدا ہونے لگتا ہے چنانچہ اسی شک و شبہ کو دور کرنے کیلئے بعض شیعہ مجتہدین نے قرآن کی تحریف کا دعوے کیا ہے اور اپنے مشدک مردوں کو یہ کہہ مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے کہ سینوں نے قرآن سے وہ آیات حذف کر دی ہیں جن میں آل بیت کی امامت کے متعلق بالخصوص احکام مذکور تھے، چنانچہ میں نے اپنے ایک مخلص شیعہ دوست کے سامنے جب شیعہ حضرات کے عقیدہ تحریف قرآن کا تذکرہ کیا تو انہیں سینکڑا تعجب ہوا۔ اور گو وہ نہایت فاضل نوجوان تھے لیکن پھر بھی میرا یہ قول ان کے لئے ایک حیرت انگیز انکشاف کی حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ اس بات کے ماننے سے اس وقت تک انکار کرتے رہے جب تک کہ میں نے خدا بخش لاٹیری (مپٹن) کے تحریف شدہ قلمی نسخہ اور حیات القلوب وغیرہ کا مطالعہ ان کو نہ کیا، وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے فرمایا ”یہ کتابیں ہمارے یریاں جنہیں میں اور کم از کم میں کسی ایسے قرآن پر ایمان رکھنا کفر سمجھتا ہوں جو قرآن کے موجودہ ”ہیں اللزین“ نسخہ سے ایک حرف اوپر ایک شوشہ کا بھی اختلاف رکھتا ہو“

احادیث

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ عقل عمومی (Commonsense) اور قرآن دونوں اعتبار سے خلافت امامت کا مسئلہ شیعہ حضرات کے حق میں فیصل نہیں ہوتا عقل عمومی کا فیصلہ تو کھلے طور پر شیعہ حضرات کے مخالف ہے جیسا کہ اس مقالہ کے ابتدائی صفحات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے قرآن میں اس مسئلہ کا کہیں تذکرہ نہیں حتیٰ کہ بے وزن تاویلات کے بغیر بھی شیعہ حضرات اپنے مفید مطلب قرآن سے کوئی حکم مستنبط کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں البتہ احادیث کے میدان میں جنگ و مبارز طلبی کی کافی گنجائش ہے بلکہ یہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس نے اس قضیہ کو قضیہ بنادیا ہے ورنہ عمر بن عبد العزیز یا زیادہ سے زیادہ یہی امیہ کی خلافت کے سقوط کے بعد سے یہ اختلاف ہمیشہ کیلئے دماغوں سے محو ہو چکا ہوتا،

لیکن میں اس وقت احادیث کی صحت و عدم صحت پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ اور نہ اس بحث میں پڑنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کون کون سی احادیث صحیح ہیں یا صحیح ہو سکتی ہیں اور کون کون سی غلط اس لئے کہ احادیث میں اتنا اختلاف ہے کہ کسی و

کوشش کے تمام مراحل طے کرنے کے باوجود بھی کسی شخص کو اس ذریعہ سے مطمئن کر دینا محال نہیں تو قریب قریب ناممکن ضرور ہے اور اس لئے کسی حدیث کی صحت و عدم صحت کے متعلق کوئی رائے دیکر کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا لیکن اس سلسلہ میں کم تو کم اتنا ضرور عرض کروں گا کہ چونکہ احادیث کے اعتبار سے دونوں فرقوں کے پاس برابر کا دعوہ ہے اس لئے اس استدلال کو بحث سے خارج کر دینے کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سی باہم متضاد و مخالف احادیث کے هجوم میں ایک غیر جانبدار جج کا فیصلہ ہی ہو سکتا ہے کہ صرف ان احادیث کو قابل غور سمجھا جائے جو عقل سلیم پر پوری نہیں یا جنہیں مسلمان عالم کی اکثریت صحیح تسلیم کرتی ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان ہر دو اعتبارات سے شیعہ حضرات کو مایوسی ہوگی اور اس لئے میں غالباً شیعہ حضرات کے ساتھ بے انصافی نہ کروں گا۔ اگر اس میدان میں انہیں دعوتِ مقابلہ نہ دوں۔

لیکن ڈر ہے کہ کہیں شیعہ حضرات میرے اس طریق عمل کو قابل اعتراض قرار نہ دیں، انہیں طرح بوجھنا دی تنقید کے صدارت کو عنایت سمجھنا ہے اسی طرح وہ بھی ایک نقطہ پر میری کل عرصہ داشت کو قابل قبول قرار نہ دیں اس لئے میں اس پسو کو بالکل نظر انداز کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ ان تمام احادیث پر جو اس سلسلہ میں لگئی ہیں یا پیش کی جاسکتی ہیں فروغِ اُفواج بحث کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس کے برخلاف میرا خیال ہے کہ اگر میں شیعہ حضرات کی مستند احادیث کی مدد سے اپنے قول کو ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو خلفائے اپنی ذمہ داری سے باحسن الوجہ عہدہ برہو جاؤں گا اور اسلئے میں بالکل غیر منطاطرہ طور پر یہاں ان احادیث کو نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جو شیعہ حضرات کے لئے حرجیت سے قابل قبول ہیں اور جن کے اعتبار سے خلافت و امامت کے مسئلہ میں میرے نقطہ نظر کی کامل تائید ہوتی ہے۔

خلفائے راشدین

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حضرت علی نے خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو کبھی بھی اسلام کے منافی قرار نہیں دیا۔ یہی نہیں بلکہ ان فقرا کو ہمیشہ نہایت مقدس و قابل احترام سمجھا اور ہمیشہ ان کے ساتھ تعاون و اشتراک عمل کرتے رہے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر خلفائے ثلاثہ کا زمانہ واقعی غاصبانہ دورِ خلافت ہوتا تو حضرت علیؑ جلیل القدر مسلمان اپنی عمر کا بڑا حصہ اس غیر اسلامی زمانہ کا ساتھ دینے میں گھر گھر سیر کرتا اور پوری طاقت کیساتھ اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کر کے خدا و رسول کے منشا کو پورا کرنے کی کوشش کرتا جس کے بعد یا تو وہ اعلانِ کلمۃ الحق میں کامیاب ہو کر مستندِ خلافت پر متمکن ہو جاتے یا امام حسینؑ کی طرح میدانِ کارزار میں خاک و خون میں تر پڑ جتے نظر آتے ہمارے شیعہ بزرگ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ۔

”خلفائے ثلاثہ کی خلافت“ کے دو ہیں اصل خلافتِ اسلامی کے معاملہ میں کتنا ہی حکم خداوندی سے کنہہ کشی لگائی ہو مگر دوسرے معاملات میں اپنے حدودِ علمی کے اندر رہا بہت حد تک ظواہرِ اسلامی محفوظ رکھے جاتے تھے۔ اور پابندیِ شریعت کا اظہار کیا جاتا تھا، یعنی شریعتِ اسلام اور احکامِ خداوندی کیساتھ کھلم کھلا بغاوت کا اعلان نہیں تھا، عصارت و کبارت کی تلقین نہیں تھی، بلکہ ان کے اوپر حدود کا

ابراہیم جاتا تھا اور بغیر کسی تاویل و توجیہ کے اس سے اغراض نہیں بڑھاتا تھا اس وجہ سے گو حقیقت اسلام کو کتنا ہی حد سے پہنچا ہو لیکن نہر حال اسلام کی ظاہری صورت محفوظ تھی اور چونکہ اس وقت تلوار اٹھانے کی صورت میں یقیناً اسلام کی عمر ختم ہی ہو جائے گا اندیشہ تھا اس لئے علیؑ ایسے محافظ اسلام نے تلوار نیام میں رکھی اور پچیس برس کی طویل مدت تک اپنے حقوق کی پامالی راہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے میں گزاری اور خاموش فضا میں ذرا بھی سنسنی پیدا نہ کی۔

اس کے جواب میں میں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتا صرف ذیل میں ان کتابوں سے جن کو اہل تشیع قابل استناد و لائق اعتناء مانتے ہیں چند ایسی روایات نقل کئے دیتا ہوں جن سے ظاہر ہوگا کہ حضرت علیؑ کی رائے میں ابوبکرؓ و عمرؓ کی ذات نیز ان کے عہد خلافت کی کیا وقعت تھی پھر اگر یہ روایتیں بخاری سے نقل کی جائیں تو بلاشبہ ہمارے شیعہ بھائی ان سے ہی اڑا سکتے تھے لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں خود انہیں کی قابل اعتناء کتابوں سے یہ حوالے پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

۱) جس زمانے میں حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ کے مابین خلافت کا قضیہ چل رہا تھا اس وقت جناب علیؑ نے امیر معاویہؓ کو ایک طویل خط بھیجا تھا جس کا منہموم یہ تھا:-

”اے معاویہ! بچہ نوشتہ بوری کہ فاضل تر اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق و بعداں عمر فاروق بودند بجان و سر من کہ منصب ایشان بزرگی بودہ است“

آگے چل کر اسی خط میں آپؑ لکھتے ہیں کہ ”ان دونوں کی وفات نے مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو عظیم صدمہ پہنچایا ہے خداوند تعالیٰ ان پر رحمت کرے انہوں نے دین کے استحکام کیلئے اسے بہت سی بدعتوں سے پاک کر دیا۔ خدا انہیں جزائے قہر دے لیکن اے معاویہ! تجھ کو ان بزرگوں سے کیا نسبت ہو وہ ہمارا صدیق تھا اور ہم ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ تجھے اس سے کیا سروکار؟ اسی طرح عمر فاروق ہمارا فاروق تھا جو حق کو باطل سے جدا کرتا تھا وہ ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن تھا“

(۲) سوید بن غفلہؓ ایک صحابی تھے آپؑ نے ایک روز حضرت علیؑ سے کہا کہ ”اے علیؑ آج میں نے ایک ایسا مجمع دیکھا جو ابوبکرؓ و عمرؓ کی حقارت کرتے تھے اور عبد اللہ بن سباؓ ان کا سر غتہ تھا میں نے یہ دیکھا کہ ان کو اس بد کلامی سے روکا۔ لیکن انہوں نے مجھ سے کہا ”ہم حضرت علیؑ کی مرضی کے بموجب ایسا کرتے ہیں“

صحابی مذکور فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت علیؑ بہت غضبناک ہوئے اور اسی روز آپؑ ایک خطبہ دیا جس میں رورور کر یہ فرمایا کہ:-
دو میں اس قوم کو عذاب کروں گا۔ آخر وہ ہیں کون؟ سیزارہوں میں اس قوم سے جو رسول کے دو بھائیوں، رسول کے دو وزیروں اور مسلمانوں کے دو بابوں کی یوں توہین کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا دوست اونچے پایہ کا مومن اور ان کا دشمن فاسق مبین ہے“

(۳) قمی شیعہ نے اپنی تفسیر قرآن میں سورہ توبہ کی مشہور آیت ثانی الثین اذہما فی الضداد کے ذیل میں اپنے باپ کی سند سے بحوالہ امام جعفر صادقؑ یہ روایت نقل کی ہے:-

۱) کتاب الفتوح ابن عاصم کوئی شیعہ صفحہ ۵۷ شرح نہج البلاغۃ مطبوعہ طهران ۲) اتقان الحجاب ایچ بی ابن حمزہ شیعہ زیدی

قال لما كان رسول الله في الغار قال لابي
بكر كافي انظر الى سيفينه جعتم واصحابه تقوا
نخ البصر وانظر الى الانصار فقال ابو بكر
توحي هم يا رسول الله؟ قال نعم قال
فاذبحهم فسمع على عينه فواهم فقال يا
رسول الله انت الصديق

مردی ہے کہ جب بنی کریم غار میں تھے تو آپ نے حضرت ابو بکر
صدیق سے فرمایا کہ در مجھے ایسا نظر آتا ہے گویا کہ میں جعفر اور
اس کے رفقا کی کشتی کو سمندر میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں اور انصار
کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ اس پر حضرت ابو بکر نے دریافت کیا
کہ اے رسول خدا کیا آپ سچ میچ انہیں دیکھ رہے ہیں؟
آپ نے جواب دیا ہاں۔ پھر حضرت ابو بکر نے کہا کہ تو مجھے بھی دکھا
دیجئے یہ سن کر آپ نے انکی دونوں آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کو
بھی دکھلادیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر نے کہا آپ صدیق اسچے ہیں

(۴) سورہ تور کی ایک آیت ہے ان الارض یوقھا عبدا وحوی الصالحین یعنی خدا اس زمین کا وارث اپنے
نیک بندوں کو بناتا ہے اس کی تفسیر میں خلاۃ النج کے شیعہ مجدد صاحب فرماتے ہیں
اور رات کے زمانہ حق تعالیٰ وعدہ مومنوں راۃ النورہ جزیرہ عرب و دیار کسریٰ و بلاد روم بدیشاں ازرانی نورہ
یہاں اس توضیح کی ضرورت نہیں کہ جزیرہ عرب و دیار کسریٰ اور بلاد روم خلقائے ثلاثہ ہی کے عہد میں مفتوح ہوئے ہیں۔
(۵) شیعوں کی کتاب "کشف الغمہ" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مذکور ہے کہ جو ابو بکر کو صدیق نہ کہے خدا اسکی عاقبت
خراب کرے۔

(۶) حبشہ وقت حضرت صدیق اکبرؓ نے وفات پائی تو حضرت علیؓ را قطار روتے ہوئے خلیفہ اول کے خزانہ پر تشریف لائے۔ اور
فرمایا کہ آجکے دن نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی احسنت الخلافت حسین اسر نواذ الناس
(۷) فصول امامیہ میں ہے۔

عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام
انه قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر وعمر
عثمان اما تخبرونی انھم من المهاجرین الذین
اخرجوا من دیارھم واموالھم یتبعون فضلا
من اللہ ورضوا فاویہی صون اللہ ورسولہ؟
قالوا لا فانھم من الذین تبوء الدار والایمان
قبالھم یحبون من ہاجرو الیھم؟ قالوا لا

ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ
کچھ لوگ ایک جگہ بیٹھے ابو بکر، عمر، عثمان کے بارے
میں گفتگو کر رہے تھے آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا
تم مجھے بتلاؤ گے کہ یہ لوگ (یعنی ابو بکر، عمر، عثمان) ان مہاجرین
میں سے تھے جن کے متعلق خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ
الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یتبعون فضلا من اللہ ورسولہ
خائمان کئے گئے کہ وہ خدا کی خوشنودی کے طلبگار تھے اور اللہ

قال اما قد يقيم ان تكونوا احد بن الفقہین
وانا استشهد اذکہ مستم من قال الله تعالی
بیخصم والذین جاؤامن بعدہم یقولون
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولا تجعل فح قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا
انک رؤف الرحیم

اسکے رسول کی مدد کرتے تھے) اسکے جواب میں ان لوگوں نے کہا،
”نہیں“ پھر آپ نے دریافت کیا کہ ”تو کیا پھر یہ لوگ (ابوبکرؓ، عمرؓ
عثمانؓ، ان لوگوں میں سے مجھے جن کے متعلق قرآن میں آیا ہے
کہ ان الذین تبعوا الدار والاکیمان انھیں بھی وہ جنہوں نے
اپنا سب کچھ ہاجرین کیلئے وقف کر دیا اس کا جواب بھی ان
لوگوں نے نفی میں دیا یہ سن کر آپؐ نے کہا بیشک تم خود بھی مذکورہ بالا
گروہوں یعنی ہاجرین و انصار میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ہو
اور میں شہادت دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں بھی نہیں ہو جو ہاجرین
انصار کے بعد آئے ہو اور جواب نے اور اپنے بھائیوں کیلئے جواب
پیلے گزر چکے دعائے مغفرت کرنیکے اور یہ کہیں گے کہ اے اللہ ہمارے
دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے بغض و عناد نہ پیدا کر اسے اللہ
تو بہر حال رحمت والا ہے۔“

(۸) منہج البلاغہ میں حضرت علیؓ کا ایک خطبہ درج ہے جبکہ حضرت عمرؓ جہاد و مہم چلانے کا قصد فرما رہے تھے اس خطبہ میں جناب امیر
نے حضرت عمرؓ کو مسلمانوں کا لہجہ و مادہ خاطر فرمایا ہے اور یہ مشورہ دیا ہے کہ تم نبات خاص جہاد پر نہ جاؤ تم عرب کی جان ہو اسلئے
نہاری جان کو نقصان پہنچانا کل اہل عرب کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

یہ خطبہ بہت طویل ہے اور منہج البلاغہ میں یہ تمام و کمال درج ہو

(۹) جلاء العیون کے باب صبا میں حضرت علیؓ کی وصیت درج ہے۔

”اصحاب رسولؐ کی رعایت کرو، انہوں نے خدا کے دین میں کوئی نئی بات جاری نہیں کی اور نہ بدعتی کو اپنے پاس نیکی راہ دی“
یہ امر محتاج بیان نہیں کہ خلفائے ثلاثہؓ کو کسی نے ”صحابہ“ کی صفت سے خارج نہیں کیا ہے۔“

اطلاع

جو صاحب کتاب کا کام کرنا چاہیں وہ ہمارے ذریعہ رعایتی نرخ پر عمدہ کام کر سکتے ہیں، بذریعہ خط و کتابت
جملہ امور کا فیصلہ ہو سکتا ہے، نمونہ کیلئے شمس الاسلام کی لکھائی ملاحظہ کر لیں۔

غلام حسین مینجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ

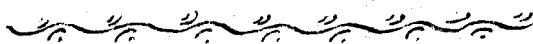
عرض حال

تبلیغ احکام الہی ماہ جون میں امیر حزب الانصار نے سرگودھہ چوہاسین شاہ ضلع جہلم، راولپنڈی، ہنگو ضلع کوٹاٹ اور کوٹاٹ شہر میں متعدد تقاریر کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو پیغام حق سے روشناس کیا اس عرصہ میں مولوی منیر شاہ صاحب نے میانہ گوندل کے علاقہ کا دورہ کیا مولوی عبدالرحمن صاحب نے بھی نواں کوٹ علاقہ ٹھڈہ راجھنا، دھوری، بونکہ سرخرو و دیگر مقامات پر فریضہ تبلیغ ادا کیا ماہ جولائی میں حزب انصار کی سرپرستی میں علاقہ بار کے سات مرکزی مقامات یعنی لیانی کوٹ مومن، ٹھڈہ راجھنا، چک میانہ، نصیر پور کلاں، کوٹے کوٹ میں شاندار تبلیغی جلسے منعقد ہوئے جن میں امیر حزب الانصار نے برفاق مولوی عبدالرحمن صاحب تمام جلسوں میں شرکت اختیار کی، مولوی منیر شاہ صاحب بھی لیانی اور کوٹ مومن کے جلسوں میں شامل ہوئے ماہ جولائی کے اخیر میں امیر حزب الانصار مولوی عبدالرحمن صاحب مولوی حبیب اللہ صاحب علاقہ تلنگر مخوم ضلع جھنگ کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں،

مولوی حبیب اللہ صاحب انٹرسی نے ماہ جون و جولائی میں کپل پور کے علاقہ چھپرہ سترہ کے مندرجہ ذیل ہواسانات کا دورہ فرمایا۔ حضور، بہادر خان، سامہ، شرورہ، سروالہ، ماڑی، بھنگی، نرلوہ، ہبودی، ملک مالہ، غوث خشتی، برنی، شینگ، جلالیاں، شہر کمپوڑیہ تعلیم الاسلام دارالعلوم عزریہ بفسلہ تعالیٰ جاری ہے اور تشنگان علوم و دینیہ اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ جامع مسجد کی مرمت اور الاقامہ کی تعمیر کا کام ابھی تک معرض التوا ہے۔ مالی کمزوری ہر قسم کے تعمیر مرمت اقدام کے لئے سد راہ ہے۔

شہرہ مسلم کی توسیع اشاعت کے لئے دو ماہ سے فارین لو توجہ دلائی جا رہی ہے مگر ابھی تک ہماری درخواست کی قطع جریہ مسلم فارین نے توجہ نہیں کی بلکہ ہمدردان ملت کی خدمت میں گزارش ہے کہ شمس الاسلام کو جاری رکھنے میں ہماری امداد کریں اور جلد از جلد اپنے اپنے حلقہ اثر میں خریدار پیدا کر کے ان کا رچنہ بذریعہ نئی آرڈر سال فرمائیں۔

تشکر و امتنان حسب ذیل احباب نے جریہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا کہ ممنون فرمایا: محمد اعظم اللہ تعالیٰ عنہما حاجی عبدالوہاب صاحب کلکتہ، محمد عبداللہ صاحب فاضلکا، مولوی نور الدین صاحب انصاری، خان نزادہ علام احمد خان صاحب بنگش ہمنگو، حافظ حمید اللہ صاحب ہردوئی، جناب عبدالشکور صاحب کلکتہ،



حزب الانصار

کوئی ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے
دھر کا رہیں دیوانے چند

(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

(۱) آغاز کار جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۰ء بمطابق ۱۰۰ سالہ مناسبتی کے عالم میں جامع مسجد ہمدانیہ مقدس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ تبلیغی کارنامہ آٹھ سال کے مہینہ بخیر کا کونوں نے لاکھوں انسانوں کو سنی امتی سے روشناس کیا تقریباً ساٹھ ہزار کی تعداد میں تبلیغی تحریک تقسیم کیا گیا آٹھ عظیم الشان تبلیغی کانفرنسیں منعقد ہوئیں دہلی میں مرکزوں میں حزب الانصار کے زیر اہتمام کم از کم چار سو جلسے منعقد ہوئے خواتین کی تحفہ شہرہ کامیاب طرز ہوئے خزانہ مذہب نے راہ حق میں کیا اور کئی سوا شخص خاص ذریعہ اسلام میں داخل ہوئے حزب الانصار کے مبلغین نے اس عرصہ میں ۵۴ ہزار میل تبلیغی سفر کیا، امانت اللہ سے اللہ اسلام کی شاندار اسلامی خدمات اظہار شمس ہیں۔

(۲) تعلیم الاسلام، دارالعلوم عزیزہ لپنی شاخوں کیساتھ قائم کیا گیا صدی طالبان علوم دینی اس شیشہ سے انک فیضیات ہو چکے ہیں امیر حزب الانصار کی مساعی حیدر سے میانی اور کھجورہ میں بھی مدارس عربیہ قائم ہوئے قرآن مجید کے درس ترجمہ کا حاصل انتظام کیا گیا۔

(۳) یتیم خانہ یتیم و نادر بچوں کی شہرہ کی تربیت کا انتظام کیا گیا۔

(۴) مہرمت و تعمیر جامع مسجد ہمدانیہ کی عمارت جو ۱۹۲۹ء کے سیلابات میں تخریب ہو چکی تھی اسکی مرمت پیر سیدی مولانا طور احمد صاحب امیر حزب الانصار متولی مسجد کو زیر بار پورچھت نوادار العلوم کے طلبہ کیلئے کئی ہزار روپیہ کے صرف سے دارالافتاء تیار کیا گیا۔

(۵) موجودہ حالت دارالعلوم کے جمیع شعبوں میں درجوں میں پڑھنے والوں کے تربط طلبہ تعلیم پائے ہیں پانچ قابل فاضل مدرسہ تعلیم دئے گئے ہیں۔ جریدہ شمس الاسلام کے منیر ایک محرقہ اور ایک لنگوی اتریں مبلغین کے مصارف بھی حزب الانصار کے ذمہ ہیں سندھ بنگال کشمیر کی جاہل و مفلس آبادی کا ایمان تحفہ میں ہو ویاں شیعہ و مزارعی مشن پورے زور سے کام کر رہے ہیں وہاں سے استمداد کیلئے متحدہ دروختی امتیابی فنر میں وصول ہو چکی ہیں مگر حزب الانصار اپنی مالی کمزوریوں کی وجہ سے اب تک کوئی موثر لاٹھی عمل تجویز نہیں کر سکی،

(۶) مامانہ مصارف حزب الانصار کے مامانہ مصارف اور سٹاپا پچھو روپیہ کے قریب تھے میں کوئی متفعل ذریعہ آمدن نہیں کوئی وقف نہیں محض خدا کے بھروسہ و نزول پر کام جاری ہیں میرے مسلمان بھائیو! کیا آپ کا فرض نہیں کہ اسلامی پورے کی آساری کریں اپنی آمد کا ایک حصہ دینی خدمت کے لئے وقف کر کے آپ دارین میں سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں شمس الاسلام کے خیر و انکبوت حزب الانصار کا تبلیغی دائرہ وسیع کر سکتے ہیں آپ کی رکوۃ اور صدقات شمس نے نادان قیام پچھے عالم و فاضل اور مبلغ بن سکتے ہیں حزب الانصار کی مجموعہ مالی حالت بے حد ناک صورت اختیار کر چکی ہے اسکی امداد کیلئے جلدی مامانہ بڑھائیے ورنہ

ہم نے ماما کو تلافی نہ کر کے لیکن خاک ہو جائیگے تم تم کو خیر ہوتے تک

خط و کتابت و تحویل زود بنام ناظم مجلس مرکزیہ حزب الانصار ہمدانیہ (پنجاب) ہونی چاہئے



Regd. No. L. 2650.

August, 1938.

Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahamad Bugwi,
Editor & Printer and Published by him from the office of
‘Shams-ul-Islam’, Bhera.